جس نے اسلام میں اچھا طریقہ جاری کیا اُسے جاری کرنے اور اس پر عمل کرنیوالوں کے برابر ثواب ملیگا
(الحدیث)

مرقع حسنات

طاہر

از قلم

امام المناظرین حضرت علامہ صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شرف اشاعت

اِدارہ اشاعتُ العلوم لاہور پاکستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ

جس نے اسلام میں اچھا طریقہ جاری کیا اسے جاری کرنے اور اس پر عمل کرنیوالوں کے برابر ثواب ملے گا لیکن عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی نہیں ہو گی

مُرَوَّجَہ حَسَنَات

گجراتی وہابی عنایت اللہ نجدی کی کتاب شجرہ بدعات کا ردِّ بلیغ

از قلم

امام المناظرین حضرت مولانا علامہ صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: ادارہ اشاعت العلوم افغان سٹریٹ وسن پورہ لاہور

فہرست

نام کتاب ——— مُروّجہ حسنات
مصنف ——— امام المناظرین حضرت علامہ صُوفی محمد اللہ دتّا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کتابت ——— ذاکر حسین باجوہ
اشاعت ——— چہارم
تعداد ——— اوّل تا سوم تین ہزار (۳۰۰۰)
چہارم دو ہزار (۲۰۰۰)
مطبع ——— محمود ریاض پرنٹرز لاہور
ناشر ——— ادارہ اشاعت العلوم لاہور
ہدیہ ——— ایصالِ ثواب بحق امام المناظرین حضرت علامہ صُوفی محمد اللہ دتّا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
اور
دعائے خیر بحق معاونین اِدارہ

نوٹ

یہ کتاب مبلغ تین ۳ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔

ملنے کا پتہ

اِدارہ اشاعت العلوم افغان سٹریٹ وسن پورہ لاہور۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

اما بعد: اے ایمان والو! ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں دیگر خطرات سے اپنی پیاری امت کو آگاہ فرمایا ہے۔ وہاں یہ بھی فرمایا ہے۔

حدیث مبارک ۱: یَکُوْنُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ۔[۱]

ترجمہ: آخری زمانہ میں کچھ دھوکے باز جھوٹے لوگ پیدا ہونگے جو تمہارے سامنے ایسی باتیں بیان کریں گے۔ جو نہ تم نے سنی ہوں گی۔ نہ ہی تمہارے باپ دادا نے۔ ان سے بچنا کہیں تمہیں گمراہ نہ کردیں نہ ہی تم کو فتنہ میں ڈال دیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

یُرَوْنَ اَنْفُسَھُمْ عُلَمَاءَ وَمَشَائِخَ مِنْ اَھْلِ النَّصِیْحَۃِ وَالصَّلَاحِ ثُمَّ یَدْعُوْنَ اِلٰی مَذَاھِبِھِمُ الْبَاطِلَۃِ وَآرَائِھِمُ الْفَاسِدَۃِ۔[۲]

ترجمہ: یعنی وہ دجال اور کذاب لوگ خود کو علماء اور مشائخ نصیحت اور اصلاح کرنے والے سمجھتے ہوں گے۔ لوگوں کو اپنے باطل مذاہب اور اپنے برے خیالوں کی طرف بلائیں گے لہٰذا ایسے بدمذہب علماء مشائخ سے پوری پوری طرح پرہیز کیا جائے۔ ایسے علماء اور مشائخ میں سے عنایت اللہ گجراتی بھی ہے جسے ابن عبدالوہاب کی ذریت پیر طریقت کہتی ہے۔

عنایت اللہ گجراتی کا مختصر تعارف

یہ عنایت اللہ گجراتی غلام اللہ پنڈوی اور سرفراز گکھڑوی کا گرو بھائی حسین علی واں بھچروی

۱: مشکوٰۃ صفحہ ۲۸ بحوالہ مسلم شریف۔ ۲: لمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۲۱۔

کا مرید و شاگرد ہے۔

حسین علی واں بھچروی رشید احمد گنگوہی وہابی دیوبندی کا چیلہ ہے اور یہ سب لوگ دھوکا دہی اور فریب کاری میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ دراصل یہ دیوبندی ابن عبدالوہاب نجدی کی روحانی اولاد ہے۔ نجدی اور دیوبندی فطرتاً انبیاء علیہم السلام کے دشمن ہیں۔

نجد کے متعلق فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ [1]

ترجمہ:۔ یعنی نجد سے قرن الشیطان نکلے گا۔

کرمانی شرح بخاری شریف میں علامہ کرمانی فرماتے ہیں

(قرن الشیطان) أَيْ أُمَّتُهُ وَحِزْبُهُ، یعنی نجد سے شیطان کی امت اور اس کا گروہ پیدا ہوگا۔ [2]

کون نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی سیدنا آدم علیہ السلام کی اہانت کا جرم شیطان ہی سے سرزد ہوا ہے۔ لہٰذا شیطان کی امت اور اس کے گروہ کی یہ ہی پہچان ہے کہ وہ انبیائے اللہ کا گستاخ ہوگا۔

تائید مزید حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب مشرکین مکہ نے جمع ہوکر دار الندوہ میں بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشورہ کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اس دن صبح سویرے ہی آگئے۔ مشورے کے اس دن کا نام یوم زحمت رکھا گیا۔ مشرکین کے سامنے ہی ابلیس بھاری چادر اوڑھ کر ایک بڑے بزرگ کی شکل میں دار الندوہ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ مشرکین نے پوچھا یہ بزرگ کون ہے۔ ابلیس نے جواب دیا میں نجدی بزرگ ہوں۔ تمہارا پروگرام میں نے سنا اور تمہارے ساتھ حاضر ہو گیا ہوں۔ تاکہ سنا جائے کہ تم

[1]:۔ بخاری شریف جلد ا صفحہ ۱۴۱۔ [2]:۔ کرمانی شریف جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۴۔

کیا کہتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی رائے یا نصیحت تم سے پوشیدہ رہ جائے۔ یہ کہہ کر ابلیس مشرکین کے ساتھ دارالندوہ میں داخل ہوگیا۔[1]

مندرجہ بالا روایت سے مندرجہ ذیل باتیں روزِ روشن کی طرح ثابت ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو صرف نجدی بزرگ کی صورت اختیار کرنے کی سوجھائی۔ کیونکہ نجد ہی سے ابلیس کا گروہ ظاہر ہونا تھا۔

(۲) امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو تنبیہہ تھی کہ نجدیوں کی بزرگی اور اِن کے جبوں قبوں کا بھروسہ نہ کرنا حقیقتاً یہ ابلیس کا گروہ ہے۔

(۳) نجدی لوگ مشرکین کے خیرخواہ اور اہلِ اسلام اور ربانیِ اسلام کے دشمن ہوں گے۔

حدیث مبارک ۲ اِنَّ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ اُمَّتِیْ قَوْمٌ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ حَلَاقِیْمَهُمْ یَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَیَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ۔[2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد میری اُمت سے ایک قوم ہوگی قرآن پڑھیں گے، اہلِ اسلام کو قتل کریں گے۔ اور مشرکوں کو کچھ نہ کہیں گے۔

دشمنِ اسلام قوم مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف سے نکلے گی۔

حدیث مبارک ۳ یَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ۔[3]

ترجمہ: مشرق سے ایک قوم نکلے گی، قرآن پڑھیں گے۔ مگر قرآن اُن کے حلقوم سے نیچے نہ اترے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔

ان تمام احادیث کے مصداق نجدی ہیں۔ کیونکہ نجد عرب کے ایک خطے کا نام ہے۔ جس کی

[1] : تاریخ طبری عربی مطبوعہ مصر طبع ثانی جلد ۲ صفحہ ۳۷۰ سطر ۷ تا ۱۷۔ تاریخ کامل ابن اثیر عربی مطبوعہ بیروت جلد ۲ صفحہ ۱۰ سطر ۸ تا ۱۲۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر عربی مطبوعہ ریاض جلد ۳ صفحہ ۱۷۵ سطر ۷ تا ۲۱۔

[2] : کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۳۳ حدیث ۵۷۴ [3] : کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۴ حدیث ۵۹۴

زمین بلند ہے اور جو حجاز سے مشرق کی طرف خلیج فارس تک وسیع ہے۔ [1]

حجاز کے متعلق لکھا ہے کہ عرب کے ایک صوبے کا نام ہے۔ جس میں مکہ۔ مدینہ اور طائف وغیرہ کا علاقہ شامل ہے۔ [2]

معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا فرمانا کہ مشرق سے ایک قوم نکلے گی۔ صاف بتاتا ہے کہ نجد ہی کی طرف اشارہ ہے جو کہ مکّہ و مدینہ سے مشرق میں واقع ہے۔

اسی نجد کے خطّے میں ابن عبدالوہاب ۱۱۱۵ھ میں پیدا ہوا جس نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کی مخالفت پر کمر باندھی۔ اور سوائے اپنے عقیدت مندوں کے تمام اہل اسلام کو مشرک قرار دیا۔

ابنِ عبدالوہاب علامہ شامی کی نظر میں

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عبدالوہاب کے متعلق فتاوی شامی میں لکھا ہے۔

كَمَا وَقَعَ فِیْ زَمَانِنَا فِیْ اِتْبَاعِ عبد الوَهَّابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوْا عَلَى الْحَرَمَيْنِ كَانُوْا يَنْتَحِلُوْنَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰكِنَّهُمْ اعْتَقَدُوْا اَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذَالِكَ قَتْلَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَاءِهِمْ [3]

ترجمہ: جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے تابعداروں کا واقعہ ہوا جو نجد سے نکلے اور حرمین شریف پر غالب آئے۔ خود کو حنبلی مذہب کہتے تھے۔ لیکن ان کا عقیدہ تھا کہ وہی مسلمان ہیں۔ اُن کے خلاف عقیدہ رکھنے والے تمام مشرک ہیں۔ لہٰذا ان کے نزدیک عوام اہلِ سنّت اور علماء اہلِ سنّت کا قتل جائز تھا۔

ابن عبدالوہاب کا مختصر ریکارڈ یہ ہے

---

[1]:۔ فیروز اللغات فارسی ص ۴۸۹۔ [2]:۔ فیروز اللغات فارسی ص ۳۵۸۔

[3]:۔ فتاوی شامی ج ۳ ص ۳۱۹۔

ابن عبدالوہاب ۱۲۹۱ء میں نجد کے ایک شہر عینیہ میں پیدا ہوا۔ اپنے کفریہ عقائد کے سبب لوگوں میں بدنام ہوا۔ مجبور ہو کر اسے اپنا آبائی شہر چھوڑنا پڑا۔ وہاں سے نکل کر اس نے صریحہ (نجد کا شہر) میں رئیسِ اعظم محمد بن سعد کے پاس پناہ لی۔ اس محمد بن سعد نے ابن عبدالوہاب کی لڑکی سے نکاح کر لیا۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام عبدالعزیز رکھا گیا۔ یہ لڑکا اپنے نانا ابن عبدالوہاب کے مسلک پر سختی سے پابند تھا۔ اس نے بھی وہابیت پھیلانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

آخر کار ۱۸۰۳ء میں خراسان کے ایک سُنّی نے اُسے قتل کر دیا۔ عبدالعزیز کے بعد اس کا بڑا بیٹا سعد باپ سے بھی زیادہ پُرجوش نکلا۔ ۱۸۰۳ء کے آخیر میں سعد نے مدینہ منورہ پر قبضہ جما لیا۔ وہابیت کے جوش میں جنت البقیع کے تمام مقبرے صاف کر دیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارِ مبارک کو نہ چھوڑا۔ آپ کے مزار کی جواہر نگار چھت کو برباد کر دیا۔ اور اس چادر کو بھی اٹھا دیا۔ جو آپ کے مزارِ مقدس پر پڑی رہتی تھی۔ پھر ۱۸۱۸ء میں اللہ تعالیٰ نے ترکوں کے ہاتھوں ان وہابیوں کی شان و شوکت کو تباہ و برباد کرا دیا۔

اَلحمدُ للہِ علٰے ذالِکَ مختصرًا۔ ؎۱

مختصر تعارف کتاب حیاتِ طیبہ اور اسمٰعیل دہلوی

حیاتِ طیبہ اسمٰعیل دہلوی کی سوانح حیات ہے۔ اس کا مؤلف مرزا حیرت دہلوی ہے جو کہ بدترین وہابی ہے اور ثنائی وہابیوں نے تصحیح نام کے بعد اس کتاب کو دوسری دفعہ شائع کیا ہے۔ جبکہ اسمٰعیل بن عبدالغنی ابن عبدالوہاب نجدی کا روحانی فرزند تھا جو دہلی میں ۱۱۷ء میں پیدا ہوا اور تقویۃ الایمان لکھ کر اپنے روحانی باپ ابن عبدالوہاب کا خلف الرشید ہونے کا پورا پورا ثبوت دیا۔

نجدی دیوبندی انبیاء اور اولیاء کے دشمن کیوں؟

؎۱: حیاۃ طیبہ مطبوعہ ثنائی پریس امرتسر صفحہ ۲۲۴ تا ۲۲۷۔

اسمٰعیل دہلوی کے بعد ۱۲۸۳ھ میں ہندوستان کے ایک قصبہ دیوبند میں مدرسہ وہابیت قائم ہوا۔ اگر لفظ " دیوبند " کو ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ دیوبندی کہلانے والوں کو لازماً انبیاء اور اولیاء اللہ کے دشمن ہونا چاہیئے۔ کیونکہ دنیا میں سب سے پہلے " دیوبند " کا لفظ قارون کے لیے استعمال ہوا ہے۔ " دیوبند " قارون کا لقب تھا۔ پھر ایران کے ایک قدیم بادشاہ جمشید کا لقب ہوا۔ پھر ہندوستان کے ایک قصبہ کا نام ہوا۔ " فیروز اللغات " فارسی میں ہے [1]۔

دیوبند: جمشید اور قارون کا لقب۔ ہندوستان کے ایک قصبے کا نام اصلی دیوبند یعنی قارون کو کون نہیں جانتا۔ بے شک وہ نبی اللہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا بدترین مخالف تھا۔ آپ کی دعا سے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ معلوم ہوا نجدی اور دیوبندی فطرتاً حق اور اہلِ حق کے دشمن ہیں۔

عنایت اللہ گجراتی وہابی بھی دیوبند کی ہی پیداوار ہے۔

اس عنایت اللہ گجراتی کی وہابیت ملاحظہ فرمائیں۔

ایک بات یاد رکھنے والی ہے کہ اہلِ سنت جس قدر صلوٰۃ وسلام کے شیدائی ہیں، اس سے کہیں زیادہ وہابی لفظ " بدعت " کے متوالے ہیں۔ چنانچہ گجراتی وہابی لکھتا ہے۔

گجراتی وہابی کا دجل وفریب [1]

اعتراض دین کے اندر کوئی نئی چیز نکالنا جو زمانہ رسالت و زمانہ خلافتِ راشدہ و صحابہ و تابعین و تبع تابعین میں باوجود اپنے سبب وعلت کے نہ تھی " بدعت " ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔

جس کسی نے ہمارے اس معاملہ میں (یعنی دینِ اسلام میں) کوئی نئی بات نکالی تو وہ مردود ہو گی [2]۔

---

[1]: فیروز اللغات ۴۸۶ ۔ [2]: شجرہ بدعات صفحہ ۔

جواب :- میں کہتا ہوں کہ بدعت کی مذکورہ بالا تعریف اُمت وہابیہ کی من گھڑت ہے۔ اہلِ سنّت کی کسی کتاب میں یہ تعریف نہیں۔ اور جس حدیث شریف کو اپنی تائید میں پیش کیا ہے وہ ہرگز وہابیہ کی من گھڑت تعریف کی مؤیّد نہیں۔

لفظ بدعت (نئی چیز) کا مفہوم اور علامہ علی قاری مکّی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حنفیوں کے مسلّم امام علی بن سلطان قاری مکّی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

قَالَ الْقَاضِیْ اَلْمَعْنٰی مَنْ اَحْدَثَ فِی الْاِسْلَامِ رَأْیًا لَمْ یَکُنْ لَہٗ مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ سَنَدٌ ظَاھِرٌ اَوْخَفِیٌّ مَلْفُوْظٌ اَوْ مُسْتَنْبَطٌ فَھُوَ مَرْدُوْدٌ [۱]

یعنی جس شخص نے اسلام میں کوئی ایسی رائے کا اظہار کیا جس کی صحت پر قرآن وسنّت میں کوئی سند نہیں۔ نہ ظاہری نہ خفی نہ لفظی نہ استنباطی وہ رائے مردود ہے۔

پھر فرماتے ہیں۔

فِیْ قَوْلِہٖ (مَالَیْسَ مِنْہُ) اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّ اِحْدَاثَ مَالَا یُنَازِعُ الْکِتَابَ وَالسُّنَّۃَ لَیْسَ بِمَذْمُوْمٍ۔ [۲]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد میں جو مالیس منہ ہے اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو نئی بات قرآن وسنّت کے خلاف نہ ہو وہ بری نہیں۔

لفظِ بدعت اور شیخ محقّق شاہ عبدالحق محدّثِ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور سُنیے۔ شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

اَیْ اَحْدَثَ شَیْئًا لَّمْ یَکُنْ عَلَیْہِ مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ سَنَدٌ صَرِیْحًا اَوْ مُسْتَنْبَطًا اَوْلَمْ یَحْکُمْ بِصِحَّتِہٖ

یعنی دین میں ایسی کوئی نئی چیز نکالی جس کی کتاب وسنّت میں سند نہ ہو۔ صریح یا استنباطی یا اس کی صحت پر قرآن میں حکم نہ ہو۔

---

[۱] : مرقاۃ شرح مشکوٰۃ

[۲] : مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ نمبر ۲۱۵ مطبوعہ ملتان

اَلْکِتَابُ تَشْتَمِلُ الْاِجْمَاعَ وَالْقِیَاسَ — اس میں اجماع اور قیاس بھی شامل ہے
وَالْمُرَادُ مَا کَانَ مُخَالِفًا — پس مراد یہ ہے کہ قرآن وسنت کا مخالف
مُغَیِّرَ الَّھُمَا ؎۱ — یا مغیّر نیا کام مردود ہے۔

بدعت کی تعریف اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا معنی و مفہوم یہ ہے جو محدثین کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھایا ہے۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب ۲

اعتراض گجراتی وہابی لکھتا ہے۔ افسوس ہے کہ آج لوگوں نے دین کے اندر طرح طرح کی بدعات ایجاد کر دیں اور دین اسلام کو موم کی ناک بنا ڈالا۔ اپنے کھانے پینے اور دنیا کے چند ٹکوں کی خاطر دین کا حلیہ اور نقشہ بگاڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّھْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔

اے ایمان والو! خبردار، ہوشیار رہنا بہت سے مولوی اور پیر ایسے ہیں جو لوگوں کا مال ناجائز طریقہ سے کھاتے ہیں، اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں ؎۲

جواب:۔ گجراتی وہابی نے اہلِ سنت پر مذکورہ بالا آیت چسپاں کر کے اپنی خارجیت کا پورا پورا ثبوت دیا ہے اس لیے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ یعنی کافروں کے حق میں ہے۔ کافروں والی آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کرنا خوارج کی فطرت ہے۔

وہابی خارجی ہیں بخاری شریف میں ہے۔

کَانَ ابْنُ عُمَرَ یَرَاھُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰہِ وَقَالَ اِنَّھُمْ اِنْطَلَقُوْا اِلٰی — ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو شریر ترین مخلوق خیال کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ

؎۱:۔ لمعات شرح مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۲۰۷۔ ؎۲:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۸۰۷۔

اٰیٰاتٍ نَزَلَتْ فِی الْکُفَّارِ
فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ؎۱

خارجی لوگ کفار کے حق میں آئی ہوئی،
آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کرتے ہیں۔

گجراتی خارجی صاحب کی نقل کردہ آیت مبارک کی حقیقت

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ آج سے ہزار سال پہلے مفسر ہیں، لکھتے ہیں۔

اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَالْقُرَّاءِ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ مِنَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى
لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ) يَاْخُذُوْنَ الرِّشَاءَ فِيْ اَحْكَامِهِمْ وَيُحَرِّفُوْنَ
كِتَابَ اللّٰهِ وَيَكْتُبُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ كِتَابًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
وَيَاْخُذُوْنَ بِهَا ثَمَنًا قَلِيْلًا مِّنْ سِفْلَتِهِمْ۔ ؎۲

ترجمہ:۔ اے ایمان والو بیشک اکثر علماء اور قاری بنی اسرائیل کے یہود و نصاریٰ میں سے لوگوں کا ناحق مال کھاتے ہیں، اپنے احکام میں رشوتیں لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کو بدلتے ہیں، اور اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھ کر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اس کے بدلے ادنیٰ لوگوں سے کچھ مال بٹورتے ہیں۔

ان وہابیوں کی تالیفات دیکھنے سے یقین ہوجاتا ہے کہ یہ واقعی خارجی گروہ ہے۔ کیونکہ کفار اور مشرکین کے حق میں اُتری ہوئی آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کر کے انہیں خواہ مخواہ مشرک بناتے ہیں۔

۳
گجراتی وہابی کا دجل و فریب

اعتراض: گجراتی وہابی لکھتا ہے "مقام حیرت ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے لالچ کرنا تو کوئی بڑی بات نہیں حتی بستر مرگ پر پڑے بھی یہ وصیتیں کرتے ہیں کہ اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار مجھ کو ان اشیاء سے بھی بھیج دیا کریں دودھ

؎۱:۔ بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۴ ؎۲:۔ تفسیر ابن جریر جز ۱۰ صفحہ ۱۱۷

کا برف خانہ ساز (قلفی)، اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو، مرغ کی بریانی مرغ پلاؤ خواہ بکری کا شامی کباب، پراٹھے، بالائی، فیرنی، ارد کی دال مع ادرک ولوازم (یعنی مصالحے بھی ہوں، تاکہ مولوی صاحب کو بادی نہ ہوجائے) گوشت بھری کچوریاں، سیب و انار کا پانی، سوڈے کی بوتل،
(تاکہ یہ سب الابلا ہضم ہوجائے) سلہ

جواب۔ دوستو! مرنے سے قبل وصیت کرنا ایک امر شرعی ہے لیکن اس گجراتی خارجی نے وصیت کی عبارت میں اپنی خباثت باطنی کی پچر پن لگا کر کیسا استہزا کیا۔ دوسرے یہ خباثت دکھائی ہے کہ فاتحہ کے متعلق پوری وصیت نقل نہیں کی، اگر پوری عبارت نقل کر دیتا، تو خباثت بھرے پیوند ہرگز نہ لگا سکتا۔ ہم اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی وصیت فاتحہ کا وہ بالائی حصہ نقل کر دیتے ہیں تاکہ اس گجراتی خارجی کے لگائے ہوئے پیوند اکھڑ جائیں، اور وصیت کی حقیقت واضح ہوجائے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے کھانوں کا ذکر کرنے سے پہلے فرمایا کہ
"فاتحہ کے کھانے سے اغنیا کو کچھ نہ دیں، صرف فقراء کو دیں۔ اور وہ بھی اعزاز اور خاطرداری کے ساتھ۔" سلہ

آپ کا فرمانا (کہ دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں) صاف صاف بتاتا ہے کہ مرسل الیہ آپ کی ذات نہیں بلکہ فقراء ہیں گویا کہ آپ نے فرمایا۔ مندرجہ ذیل کھانے عزت اور احترام کے ساتھ فقراء کے ہاں بھیج دیا کریں۔ اب ان خارجیوں سے پوچھو کہ فاتحہ کے اچھے اچھے کھانے فقراء کے ہاں بھیجنے میں کونسی قباحت ہے بلکہ یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ حَنَشٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا	حضرت حنش کہتے ہیں کہ میں نے علی رضی
يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ مَا هٰذَا	اللہ عنہ کو دیکھا کہ دو مینڈھے قربانی کرتے
فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	تھے، میں نے پوچھا یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا

سلہ:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۸-۹ سلہ:۔ وصایا شریف صفحہ ۸

عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اَوۡصَانِیۡ اَنۡ اُضَحِّیَ عَنۡهُ فَاَنَا اُضَحِّیۡ عَنۡهُ [1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میری طرف سے جانور قربانی کیا کرنا سو میں آپ کی طرف سے قربانی دیتا ہوں۔

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی یہ خارجی کہیں گے۔ کہ آپ کو آخری وقت گوشت کھانے کی سوجھی۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ یہ تو کوئی بھی بددین نہیں کہہ سکتا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے جاتے وقت اپنے پیٹ کی ہی فکر تھی۔ کیونکہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ فاتحہ کے کھانے بعینہٖ نہیں پہنچتے بلکہ ان کھانوں کو فی سبیل اللہ خیرات کرنے کا ثواب پہنچتا ہے۔ بخلاف اس کے گجراتی وہابی نے اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا ہے کہ کھانے بعینہٖ پہنچتے ہیں۔ اسی لیے یہ وہابی اپنے مُردوں کی فاتحہ نہیں دلاتے۔ کیونکہ کھانوں کا مُردوں سے کیا تعلق۔

گجراتی وہابی کا دجل وفریب ۴

اعتراض گجراتی وہابی لکھتا ہے "مولوی محمد عمر اچھروی نے اپنی کتاب "مقیاس حنفیت" میں مندرجہ ذیل سرخیاں قائم کر کے اُمت محمدیہ پر کرم فرمائی کی۔

فضیلت دودھ، فضیلت حلوا، شہد، فضیلت گوشت اور پراٹھا۔ [2]

جواب:- میں کہتا ہوں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ اشیاء کا بذریعہ احادیث ذکر کر کے اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر احسان فرمایا۔ تاکہ یہ اُمت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب اشیاء کو محبوب رکھیں۔ اور جب فی سبیل اللہ خیرات کرنے کا موقع آئے۔ تو اللہ تعالیٰ کی مقبول و محبوب اشیاء ہی اس کے راستے میں خیرات کریں۔ کیونکہ جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مقبول ہوتی ہے گویا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند اللہ تعالےٰ کی پسند ہے مناظر اعظم مولانا محمد عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ جن احادیث سے گجراتی وہابی کے سینے

---

[1] :- مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۲۸ - [2] :- شجرہ بدعات صفحہ ۹

میں غضب کی آگ بھڑکی ہے۔ وہ احادیث بندہ پھر نقل کر دیتا ہے تاکہ وہابیوں کے مرضِ قلبی میں اور اضافہ ہو۔

فضیلتِ دودھ

عَنْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِلَبَنٍ قَالَ بَرَكَةٌ أَوْ بَرَكَتَانِ[1]

ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ پیش کیا جاتا۔ آپ فرماتے یہ سراپا برکت ہے یا فرماتے دوگنا برکت ہے۔

فضیلتِ حلوا و شہد

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوٰى وَالْعَسَلَ[2]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلوا اور شہد کو محبوب رکھتے تھے۔

فضیلتِ گوشت

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ طَعَامِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَأَهْلِ الْجَنَّةِ اللَّحْمُ۔[3]

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا اور جنت والوں کا اعلیٰ کھانا گوشت ہے۔

گھی لگی روٹی

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَدِدْتُ لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا خُبْزَةً بَيْضَاءَ مِنْ بُرَّةٍ سَمْرَاءَ مُلَبَّقَةٍ بِسَمْنٍ نَأْكُلُهَا[4]

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا۔ کہ آج تو گھی لگی گیہوں کی روٹی ہوتی تو ہم کھاتے۔

مسلمانو! ان احادیث مبارکہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ اشیاء خوردنی کا پتہ چلتا ہے

---

[1] :۔ ابنِ ماجہ صفحہ ۲۴۶ ۔ [2] :۔ ابنِ ماجہ صفحہ ۲۴۶

[3] :۔ ابنِ ماجہ صفحہ ۲۴۵ ۔ [4]

وہابی خواہ کتنا ہی جلیں، لیکن آپ لوگ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب اشیاء ہی فی سبیل اللہ غرباء اور فقراء کو کھلایا کرو، اور بذاتِ خود بھی ان چیزوں کو محبت کی نگاہ سے دیکھو نفسانی خواہش کے ماتحت نہیں، بلکہ اس لیے کہ یہ چیزیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ ہیں۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب ۵

اعتراض گجراتی وہابی لکھتا ہے "ایک دفعہ کسی نے مسئلہ پوچھا۔ (اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ سے)

سوال:۔ حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟

جواب:۔ اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں [۱]

اندازہ کیجئے پیٹ کی اشتہار کا۔ ان بندگانِ پیٹ کے سامنے مسئلہ کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ بات پیٹ کی کریں گے۔ سائل حاضر ناظر کے چکر میں ہے تو حضرت پیٹ کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں [۲]

جواب:۔ میں کہتا ہوں کہ اس جاہل وہابی سے پوچھئے کہ دعوۃ کا معنی پیٹ بھرنا کس لغت میں ہے۔

دعوت کا معنی تو صرف "بلانا" ہے پھر جب تک اس کے ساتھ کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ تو کسی خاص چیز کی طرف بلانا مراد نہیں لیا جا سکتا۔

معانی لفظِ "دعوت" از روئے قرآن

۱۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ [۳]

---

[۱]:۔ ملفوظات حصہ اول صفحہ ۱۲۷ ۔ [۲]:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۹ ۔

[۳]:۔ بقرہ پارہ ۲، آیت ۱۸۶ ۔

۲۔ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ [1]

۳۔ اِنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ [2]

دیکھیے لیجئے مذکورہ بالا آیات میں "دعوت" کا لفظ موجود ہے لیکن اس دعوت سے کھانا کھانے کی دعوت مُراد لینا سراسر جہالت ہے۔

معلوم ہوا کہ مولنٰا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان (دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں) سے کھانے کی دعوت مُراد لینا گجراتی وہابی کی جہالت ہے بلکہ اسکے پیٹ پرستی کی دلیل ہے۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب [6]

اعتراض

گجراتی وہابی لکھتا ہے۔

(۱) بدعتی پر اللہ ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

(۲) بدعتی کا کوئی عمل قبول نہیں۔

(۳) بدعتی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(۴) بدعتی کی توقیر و تعظیم کرنا۔

(۵) بدعتی کو توبہ کی توفیق نہیں۔

(۶) بدعتی آبِ کوثر سے محروم ہوگا۔ [3]

جواب:۔ گجراتی وہابی نے مذکورہ بالا ہر عنوان کے تحت حدیث نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ بدعت یا بدعتی کی مذمت میں جتنی بھی احادیث آتی ہیں وہ سب کی سب اُسی ہی بدعت اور بدعتی کے بارے میں ہیں، جو قرآن و سنت کے خلاف ہو۔

ازروئے حدیث مبارک ہر بدعت بدعتِ ضلالہ نہیں ہوتی

ہمارے اس دعویٰ کی دلیل ملاحظہ ہو۔

[1] رعد پارہ ۱۳ آیت ۱۴۔ [2] المومن پارہ ۲۴ آیت ۴۳۔ [3] شجرہ بدعات صفحہ ۱۰ تا ۱۳۔

عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔۔ مَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَۃً ضَلَالَۃً لَا یَرْضَاھَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ کَانَ عَلَیْہِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِھَا[۱]

بلال بن حارث مزنی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کوئی بُرا طریقہ جاری کیا جس سے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی نہیں اس بدعت ضلالہ پر عمل کرنیوالوں کے برابر اس بدعتی کو گناہ ہوگا۔

علی بن سلطان قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

قَیَّدَ الْبِدْعَۃَ بِالضَّلَالَۃِ لِاِخْرَاجِ الْبِدْعَۃِ الْحَسَنَۃِ۔[۲]

بدعت کے ساتھ ضلالت کی قید لگانا بدعت حسنہ کو اس مذمت سے نکالنے کے لیے ہے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

(بِدْعَۃً ضَلَالَۃً) کَاَنَّہٗ اِحْتِرَازٌ عَنْ بَعْضِ الْبِدَعِ الْمُسْتَحْسَنَۃِ الَّتِیْ تَقْوٰی بِہِ الدِّیْنُ کَمَا مَرَّ مِنْ اَقْسَامِ الْبِدْعَۃِ فِیْ اَوَّلِ الْبَابِ[۳]

بدعت ضلالت کہنا گویا کہ یہ بچانا ہے بعض بدعات مستحسنہ کو جن سے دین اسلام کو تقویت پہنچتی ہے جن کا بیان اوّل باب میں اقسام بدعت میں گذر چکا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرما دیا۔ کہ بدعتِ ضلالہ وہی ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا پیارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو۔

وہ بدعتی کون ہے جس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے جس کا

۱؎ :۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰

۲؎ :۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۴۶۔

۳؎ :۔ لمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۳۳۔

کوئی عمل قبول نہیں، جو دائرہ اسلام سے خارج ہے، جس کی تعظیم و توقیر دین اسلام کو گرانے کے مترادف ہے جس کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی۔ جو آبِ کوثر سے محروم ہوگا۔ یہ وہ بدعتی ہے، جس کا کوئی ایک بھی عقیدہ اہل سنت کے خلاف ہو۔

حافظ الشان ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَلْمُبْتَدِعُ مَنِ اعْتَقَدَ شَیْئًا مِمَّا یُخَالِفُ اَھْلَ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ [۱]

(بُرا) بدعتی وہ ہے جس نے کوئی ایسا عقیدہ رکھا جو اہل سنت و جماعت کے عقائد کے خلاف ہو۔

ثابت ہوا بدعتی دائرہ اسلام سے خارج، حوض کوثر کے پانی سے محروم وہی لوگ ہیں جن کے عقائد مذہب حقہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں۔

گجراتی وہابی نے اپنی کتاب "شجرہ بدعات" کے دو صفحے ۱۴، ۱۵ بدعت حسنہ کی مخالفت میں سیاہ کیے ہیں، جن پر نہ کوئی حدیث اور نہ محدثین کا کوئی ایسا قول نقل کیا ہے جس سے ثابت ہو کہ کوئی بدعتِ حسنہ نہیں ہوتی۔ صرف امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی سرہندی رضی اللہ عنہ کی مکتوب کا سہارا لیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بدعت حسنہ سے انکار کیوں کیا کی نفیس بحث

میں کہتا ہوں کہ سرکار سرہندی رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ کوئی بدعتِ حسنہ نہیں ہوتی۔ یہ تو آپ کا اپنا خیال ہے جو ادلہ شرعیہ سے مُبرہن نہیں۔ اور ہم نے بعض نئے کاموں کا حسن ہونا دلیل شرعی سے ثابت کیا ہے۔

حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا بدعت حسنہ سے انکار ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے تشہد میں انگلی اٹھانے کا کیا ہے۔ حالانکہ رفع سبابہ کے متعلق صریح احادیث موجود ہیں اور

---

[۱]: فتح الباری جز ثالث صفحہ ۳۸۸ مطبوعہ انڈیا۔

موجود بھی صحاح ستہ میں ہیں۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مسئلہ رفع سبابہ صحاح ستہ میں موجود ہے تو امام ربانی حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے انکار کا کیا سبب ہے۔ اس کے جواب میں۔

جناب مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

علماء نے اثبات رفع سبابہ میں بہت سے رسائل لکھے ہیں، جو کہ احادیث صحیحہ اور روایات فقہیہ حنفیہ پر مشتمل ہیں، یہانتک کہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے چھوٹے صاحب زادے شاہ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اثبات رفع سبابہ پر ایک رسالہ لکھا ہے اور نفی رفع سبابہ میں تو ایک بھی حدیث موجود نہیں۔ حضور مجدد رضی اللہ عنہ کا ترک رفع سبابہ بنا بر اجتہاد ہے۔ اور سنت غیر منسوخ کے مقابلہ اجتہادِ مجتہد حجت نہیں۔ [1]

لہٰذا استاذنا و مولٰنا و مرشدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا بدعت حسنہ کا انکار کرنے کی بہت سی توجیہات ہو سکتی ہیں۔ جن میں سے قوی تر اور شان مجددیت کے مناسب توجیہہ یہ ہے کہ آپ کا بدعت حسنہ کی مطلق نفی فرمانا سد الابواب کے قبیل سے ہے تاکہ عوام بدعت حسنہ کا سہارا لے کر بدعت ضلالہ میں نہ پھنس جائیں۔ لہٰذا سرے سے بدعت کا دروازہ ہی بند کر جائے اور یہ بھی آپ کا اجتہاد ہی ہے جو نصوص صریحہ کے مقابل حجت نہیں۔

چیلنج

اگر کوئی وہابی بدعت حسنہ کی نفی میں ایک صحیح حدیث دکھا دے، اس کو ایک حدیث کے بدلے ایک صد روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب

[1] مکتوبات طیبات فارسی صفحہ ۲۹

اعتراض گجراتی وہابی اہلسنت کے متعلق لکھتا ہے کہ ان سنیوں کا اصول ہے۔ رسمی اور من گھڑت طریقہ عبادت جاری کرو اور تاویل یہ کرو ایک بدعت حسنہ بھی ہے اور اس میں عمل کرکے اسلام کا حقیقی روحانی نور حاصل ہوتا ہے۔ ؎۱

گجراتی وہابی نے بدعت حسنہ کی تردید میں مذکورہ بالا عنوان کے تحت دو روائتیں نقل کی ہیں

اوّل: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:۔

ایک شخص نے عید کے دن نماز عید سے قبل نماز نفل پڑھنی چاہی۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے منع کیا۔ اس نے کہا اے امیر المومنین میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ مجھے نماز پر سزا نہ دے گا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بالیقین جانتا ہوں۔ کسی فعل پر ثواب نہ دے گا۔ جب تک اس فعل کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو یا اس کی ترغیب نہ دی ہو۔ پس تیری یہ نماز فعل عبث ہو گی اور فعل عبث حرام ہے اور شاید کہ تجھے اللہ تعالےٰ اپنے رسول کی مخالفت کی وجہ سے سزا دے۔

دوم:۔ ایک شخص عصر کی نماز کے بعد اکثر دو رکعتیں پڑھا کرتا تھا۔ اس نے سعید بن مسیب سے دریافت کیا۔ اے ابو محمد کیا مجھے اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے کی وجہ سے سزا دے گا۔ حضرت سعید بن مسیب نے فرمایا، کہ نہیں لیکن تجھے اللہ تعالیٰ سنت کی مخالفت کی وجہ سے ضرور سزا دے گا۔ ؎۲

یہ دونوں واقعات نقل کرکے وہابی لکھتا ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نماز جیسی اہم اور پسندیدہ عبادت پر بھی محض اس لیے سزا دے گا کہ اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت نہیں اور آپ نے اس کی ترغیب بھی نہیں دی۔ ؎۳

وہابی کبھی عقلمند اور باشعور نہیں ہو سکتا

؎۱:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۱۸ ؎۲:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۱۸
؎۳:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۱۸

جواب :- میں کہتا ہوں کہ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ شعور سے یقیناً محروم ہوتا ہے۔ اگر وہابیوں کو شعور ہو تو وہابیت سے توبہ کریں گجراتی وہابی عنایت اللہ تو بالکل ہی بے شعورا ہے۔ اس کو اتنا بھی شعور نہیں کہ بدعت حسنہ کی تعریف محدثین نے جو کی ہے اور ہم اول کتاب میں اسے نقل کر آئے ہیں، کہ بدعت حسنہ وہ ہے جو قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو۔ اور بدعت ضلالہ وہ ہے جو قرآن وسنت کے خلاف ہو۔

اس بے شعور نے جو دو روایتیں نقل کی ہیں، ان دونوں روایتوں میں جس جس نماز کا ذکر ہے وہ نماز بیشک بدعت ضلالہ ہے کیونکہ دونوں نمازوں کی ممانعت پر صریح نص موجود ہے

نمازِ عید سے قبل اور بعد نماز پڑھنے کی ممانعت

محدث دارمی نے سنن دارمی شریف میں "لَا صَلٰوةَ قَبْلَ الْعِيْدِ وَلَا بَعْدَهَا" کے عنوان سے ایک مستقل باب باندھا ہے کہ نماز عید سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں[1]

نمازِ عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہیں

قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْهُمَا[2]

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کے بعد دو رکعات نماز پڑھنے سے منع فرماتے سنا ہے۔

جب مذکورہ بالا دونوں نمازوں سے ممانعت ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا منع فرمانا بدعت ضلالہ سے ممانعت ہے لہٰذا یہ دونوں گجراتی وہابی کو مفید نہیں۔

وہ امور جو قرآن وسنت کے ماتحت ہوں، ان کے ایجاد کرنے کی تو نبی کریم صلی نے رغبت دلائی ہے۔

[1] :- دارمی شریف صفحہ ۳۱۵/۱ - [2] :- ابوداؤد شریف صفحہ ۱۸۱ -

مشکوٰۃ شریف کے محشی نے حاشیہ مشکوٰۃ پر[1] صفحہ ۲۷ پر مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے حدیث نقل کی ہے۔

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا[2] (الحدیث)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا۔ اسے جاری کرنیکا بھی اجر ملے گا۔ اور اس پر عمل کرنیوالوں کے برابر بھی اجر ملے گا۔

گجراتی وہابی کا دجل وفریب ۸

اعتراض گجراتی وہابی دوسرا الزام لگاتا ہے کہ سُنیوں کے نزدیک فقہ کے قانونی فیصلوں کی بجائے اولیاء اللہ کے قول وعمل کو سند پکڑنا جائز ہے۔ بلکہ اولیاء اللہ کی بھی قید نہیں جو کام پہلے سے ہو رہا ہے۔ وہ سند ہے۔ اس بات کی پرواہ نہیں۔ کہ وہ قرون خیر میں بھی تھا یا نہیں[3]

جواب:۔ میں کہتا ہوں کہ اے بے شعور انسان تو نے بدعت حسنہ کی نفی میں کونسی قرآن یا سنت یا خیر القرون سے سند پیش کی ہے۔ بلکہ اپنے انکار کی بنیاد بجائے فقہاء کرام کے اقوال کے صرف اور صرف حضور مجدد رضی اللہ عنہ کے اقوال پر ہی رکھی ہے اگر یہ وہابی فقہاء کرام سے بدعت حسنہ کا انکار ثابت کر دے تو جو چاہے انعام لے۔

فقیہہ ابراہیم حلبی نماز کی نیت زبان سے کرنیکے متعلق لکھتے ہیں۔

نَقَلَ ابْنُ الْھُمَامِ عَنْ بَعْضِ الْحُفَّاظِ اَنَّہٗ قَالَ لَمْ یَثْبُتْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِطَرِیْقٍ صَحِیْحٍ

امام ابن الہمام نے بعض حفاظ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق صحیح نہ ہی بطریق ضعیف ثابت ہے کہ

---

[1]:۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۔ [2]:۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۳۔ [3]:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۲۔

وَلَا ضَعِيفٍ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ اُصَلِّيْ كَذَا وَلَا عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَالتَّابِعِيْنَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ بَلِ الْمَنْقُوْلُ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَ هٰذِهٖ بِدْعَةٌ لٰكِنَّ عَدَمَ النَّقْلِ وَكَوْنَهٗ بِدْعَةً لَّا يُنَافِيْ كَوْنَهٗ حَسَنًا۔ ؎۱

آپ نماز شروع کرتے وقت زبان سے کچھ نہ کہتے تھے اور صحابہ اور تابعین سے بھی منقول نہیں۔ بلکہ اتنا ثابت ہے کہ جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے زبان سے نیت کرنا بدعت ہے لیکن عدم نقل اور اس کا بدعت ہونا اس کے حسن ہونے کے منافی نہیں۔

فقیہہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ ہی فرما دیا۔ کہ ہر بدعت بری نہیں بلکہ بعض حسن بھی ہوتی ہیں۔ کیا اب بھی کوئی وہابی کہے گا کہ فقہا بدعت حسنہ کے قائل نہیں۔

گجراتی وہابی کا دجل وفریب ۹

اعتراض گجراتی وہابی لکھتا ہے۔ اہلِ سنّت کے نزدیک بزرگوں کے نام کی نذر و نیاز دینا۔ چڑھاوے چڑھانا سب جائز ہیں۔ اس سے مصیبتیں دور ہوتی ہیں اور اولیاء اللہ کی نذریں نہ دینے سے مصیبتیں آتی ہیں ؎۲

جواب:۔ اس مذکورہ بالا عنوان کے تحت وہابی نے فقہاء کی عبارتیں نقل کرنے میں پوری پوری یہودیت کا ثبوت دیا۔ دراصل فقہاء نے نذر کی دو قسمیں کی ہیں۔ ایک نذر حرام ہے اور ایک نذر جائز ہے۔ اِس یہودی صفت وہابی نے نذر حرام والی عبارات تو نقل کر دیں۔ اور جو نذر جائز ہے۔ وہ عبارتیں چھوڑ دیں۔ ہم دونوں عبارتیں نقل کرکے فیصلہ فقہاء پر چھوڑتے ہیں۔

؎۱ :۔ کبری شرح منیہ صفحہ ۲۹۶ ۔ ؎۲ :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۲۳ ۔

وہ نذر جو حرام و باطل ہے

اَلنَّذْرُ الَّذِیْ یَنْذُرُہٗ اَکْثَرُ الْعَوَامِ عَلٰی مَاھُوَ مُشَاھَدٌ۔ کَاَنْ یَّکُوْنَ الْاِنْسَانُ غَائِبًا اَوْ مَرِیْضًا اَوْ لَہٗ حَاجَۃٌ فَیَاْتِیْ بَعْضَ الصُّلَحَاءِ فَیَجْعَلُ سِتْرَۃً عَلٰی رَاْسِہٖ فَیَقُوْلُ یَا سَیِّدِیْ فُلَانٌ اِنْ رُدَّ غَائِبِیْ اَوْ عُوْفِیَ مَرِیْضِیْ اَوْ قُضِیَتْ حَاجَتِیْ فَلَکَ مِنَ الذَّھَبِ کَذَا۔ اَوْ مِنَ الْفِضَّۃِ کَذَا۔ اَوْ مِنَ الطَّعَامِ کَذَا۔ اَوْ مِنَ الْمَاءِ کَذَا۔ اَوْ مِنَ الشَّمْعِ کَذَا۔ اَوْ مِنَ الزَّیْتِ کَذَا۔ فَھٰذَا النَّذْرُ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ[1]

ترجمہ :۔ وہ نذر جو اکثر عوام مانتے ہیں جیسے کہ دیکھا جاتا ہے وہ کسی غائب انسان یا مریض یا حاجت کے لیے ہوتی ہے۔ حاجت مند کسی بزرگ کے (مزار) پر آتا ہے اور اس کے غلاف کو سر پر ڈال کر کہتا ہے اے فلاں اگر میرا گم شدہ واپس آجائے یا میرے مریض کو مرض سے عافیت مل جائے یا میری فلاں حاجت پوری ہو جائے تو تیرے واسطے اتنا سونا یا چاندی یا کھانا۔ یا پانی یا چراغ یا تیل میرے ذمہ ہے پس یہ نذر بالاجماع باطل ہے۔

وہ نذر جو جائز ہے

اَللّٰھُمَّ اِلَّا اَنْ قَالَ یَا اَللّٰہُ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ اِنْ شَفَیْتَ مَرِیْضِیْ اَوْ رَدَدْتَ غَائِبِیْ اَوْ قَضَیْتَ حَاجَتِیْ اَنْ اُطْعِمَ الْفُقَرَاءَ الَّذِیْنَ بِبَابِ السَّیِّدَۃِ نَفِیْسَۃَ اَوِ الْفُقَرَاءَ الَّذِیْنَ بِبَابِ الْاِمَامِ الشَّافِعِیِّ اَوِ الْاِمَامِ اللَّیْثِ اَوْ اَشْتَرِیَ حُصْرًا لِمَسَاجِدِھِمْ اَوْ زَیْتًا لِوُقُوْدِھَا اَوْ دَرَاھِمَ لِمَنْ یَقُوْمُ بِشَعَائِرِھَا اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِمَّا یَکُوْنُ فِیْہِ نَفْعُ الْفُقَرَاءِ وَالنَّذْرُ لِلّٰہِ...... فَیَجُوْزُ بِھٰذَا الْاِعْتِبَارِ[2]

ترجمہ :۔ اگر نذر ماننے والا یہ کہے کہ اے اللہ اگر تو مجھے شفا بخشے یا میرا گمشدہ مال واپس پھیر دے یا میری حاجت پوری کر دے، تو میں سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے آستانے کے فقرا کو کھانا کھلاؤں

---

[1] :۔ بحرالرائق جلد ۲ صفحہ ۲۹۸ ۔ بعینہٖ رد المختار (فتاوی شامی) جلد ۲ صفحہ ۱۳۱ سطر ۳۲ ۔

[2] :۔ بحرالرائق جلد ۲ صفحہ ۲۹۸ ۔ رد المختار جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ بعینہٖ ۔

گایا ان فقراء کو جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یا امام لیث رحمۃ اللہ علیہ کے آستانوں پر ہیں یا ان کی مساجد کے لیے مصلے یا ان کے جلانے کے لیے تیل یا وہاں کے خدام کو کچھ نقدی دوں گا۔ یا اسی طرح کی دیگر اشیاء جن میں فقراء کا فائدہ ہو اور نذر اللہ کے لیے ہو پس یہ نذر جائز ہے یہی نذر ہے جو حقیقتاً اولیاء اللہ کے لیے مانی جاتی ہے۔ کیونکہ نذر ماننے والوں کا یہ ہی عقیدہ ہوتا ہے کہ میں اپنی نذر کی اشیاء کو فلاں ولی اللہ کے متعلقات پر صرف کروں گا۔ متعلقات میں ولی اللہ کا مزار اور خدام اور زائرین مہمان بھی داخل ہیں۔

علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

نَذْرُ الزَّيْتِ وَالشَّمْعِ لِلْأَوْلِيَاءِ يُوْقَدُ عِنْدَ قُبُوْرِهِمْ تَعْظِيْمًا لَهُمْ وَمُحَبَّةً فِيْهِمْ فَهُوَ جَائِزٌ

ترجمہ:۔ اولیاء کی محبت اور تعظیم میں ان کی قبور کے پاس شمع روشن کرنے یا تیل کی منت ماننا جائز ہے۔

یہ ہی بزرگ فرماتے ہیں۔

كَذَالِكَ نَذْرُ الدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيْرِ الْأَوْلِيَاءِ بِاَنْ تَصَرَّفَ عَلٰى فُقَرَاءِهِمُ الْمُجَاوِرِيْنَ عِنْدَ قُبُوْرِهِمْ اَمْرٌ جَائِزٌ۔ [1]

ترجمہ:۔ اسی طرح اولیاء کے مزارات کے مجاوروں پر صرف کرنے کے لیے درہم اور دینار کی نذر ماننا جائز ہے۔

اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے استاد علامہ احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اَنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ لِلْاَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِيْ

اولیاء کے لیے نذر مانی ہوئی گائے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رواج ہے حلال اور

---

[1] کشف النور صفحہ ۱۶

زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ[1]

طیب ہے۔

مسئلہ نذر میں فقہاءِ کرام کا فیصلہ ملاحظہ ہو اور ان وہابیوں کی بک بک پر ہزار بار نفرین کرو

گجراتی وہابی کا دجل اور فریب!

گجراتی وہابی لکھتا ہے کہ اہلِ سنّت کا عقیدہ ہے۔

اولیاء اللہ جس طرح چاہیں دُنیا میں تصرّف کرتے ہیں، جو چاہیں دیں نہ دیں ساری خُدائی اُن کے قبضے میں ہے جسے چاہیں دیں۔[2]

اس عنوان کے نیچے وہابی لکھتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یوں نصیحت فرمائی۔

اِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ۔

جب بھی تجھے مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ اور جب بھی تو مدد مانگے تو اللہ ہی سے مانگ اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے اگر سب لوگ تجھے نفع پہنچانے کے لیے جمع ہو جائیں تو ہرگز ذرہ برابر بھی نفع نہیں پہنچا سکتے۔ مگر وہی چیز جو اللہ تعالیٰ تیرے لیے مقدّر فرما چکے ہیں۔[3]

جواب:۔ میں کہتا ہوں کہ گجراتی وہابی کی نقل کردہ عبارت سے انبیاء اللہ اور اولیاء کرام کے تصرّف کی نفی نہیں ہوتی۔ بلکہ تصرّف باذن اللہ کا ثبوت ہے۔ کیونکہ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں۔

اِنَّ الْاُمَّةَ لَوِاجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ[4]

ترجمہ:۔ بیشک اگر تمام مخلوق جمع ہو کر تجھے کچھ نفع پہنچانا چاہیں تو نہ پہنچا سکیں گے۔ مگر اتنا ہی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے مقرّر فرما دیا ہے۔

لہٰذا یے غیر اِذنِ اللہ تصرّف کی نفی ہے نہ کہ باذنِ اللہ کی۔

---

[1]:۔ تفسیرات احمدیہ صہ ۳۹۔ [2]:۔ شجرہ بدعات صہ ۲۵۔

[3]:۔ شجرہ بدعات صہ ۲۵۔ [4]:۔ مشکوۃ شریف صفحہ ۴۵۲

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث پاک صرف فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ کی تفسیر ہے یعنی اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ سرے سے مخلوقِ خدا کے آگے سوال کرنا اور مخلوقِ خدا سے استعانت حرام ہے۔

مخلوق سے سوال کرنے کی اجازت ہے

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فِیْ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔[۱]

ترجمہ:۔ مالداروں کے مالوں میں سوالیوں اور محروموں کا حق ہے۔

اور فرماتا ہے۔ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا[۲]

ترجمہ:۔ (صابر قسم کے فقراء) سرسری طور پر تو سوال کر لیتے ہیں، مگر مسئول عنہ کے گلے نہیں چمٹتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکید ہے۔ اَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْھَرْ[۳]

ترجمہ:۔ اے محبوب کسی سائل کو بھی محروم نہ رکھیں۔

اب ایک حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ اِبْنِ الْفِرَاسِیِّ قَالَ قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْئَلُ[۴] یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا وَاِنْ کُنْتَ لَا بُدَّ فَاسْئَلِ الصَّالِحِیْنَ

ترجمہ:۔ حضرت ابن فراسی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول مجھے مانگ لینے کی اجازت ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ۔ اور اگر کوئی چارہ نہ ہو۔ تو صالحین سے سوال کر لیا کرو۔

کیا اب بھی کوئی وہابی کہے گا۔ کہ مخلوق سے سوال حرام ہے۔ اے مسلمانو! دیکھ لو ہم بیچاروں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاء کے دروازوں پر جانے کی اجازت مرحمت فرما دی ہے۔

۱:۔ پارہ ۲۶ سورۃ الذّٰریٰت آیت ۱۸۔ ۲:۔ پارہ ۳ سورۃ البقرہ آیت ۲۷۳۔
۳:۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۳۔ ۴:۔ مشکوٰۃ صہ ۱۹۳۔

مسئلہ استعانت لغیر اللہ تعالےٰ اور شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا غیر وہ ہے جسے بارگاہِ خداوندی سے نسبت نہ ہو۔ عبارت آپ کی یہ ہے۔

نسبت بدرگاہ او ر ندارد اما دوستان وے ومقربان وے داخل غیر نیستند و توجّہ بایشان بایں حیثیت عین توجہ بحضرت اوست ۔[۱]

ترجمہ :۔ غیر اللہ وہ ہے جسے بارگاہِ الٰہی سے نسبت نہ ہو۔ لیکن اللہ کے دوست اور اس کے مقرب غیر خدا کی صف میں داخل نہیں۔ اس لیے اُن کی طرف توجہ کرنا عین اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا ہے۔

مسئلہ استعانت لغیر اللہ تعالیٰ اور شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں۔

مطلق استعانت غیر سے حرام نہیں بلکہ اس طرح حرام ہے کہ استعانت چاہنے والا اُسی شخص پر بھروسہ کرے اور یہ نہ سمجھے کہ حاجت روا خدا تعالیٰ ہے اور یہ شخص سبب ظاہری ہے اور اگر ایسا اعتقاد کر کے استعانت ساتھ غیر کے کرے اور اس غیر کو مظہر عون الٰہی کا سمجھے سو ایسی استعانت شرع میں جائز اور روا ہے انبیاء اور اولیاء نے بھی اس طرح کی استعانت غیر کے ساتھ کی ہے۔[۲]

معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء سے استعانت غیر خدا سے استعانت نہیں۔

گجراتی وہابی نے بزعم خویش اپنے مقصد کو مفید سمجھ کر علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ہے۔

ساری مخلوق خواص وعوام سارے نبی سب اولیاء اور ساری امّت اگر سب مل کر بھی

---

[۱]:۔ شرح فتوح الغیب صفحہ ۹۰ ۔ [۲]: ترجمہ تفسیر عزیزی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی صفحہ ۱۰۰۹

تجھے دین یا دنیا کا تھوڑا سا فائدہ پہنچانا چاہیں، تو اس کی وہ سب طاقت نہیں رکھتے[1]

میں کہتا ہوں کہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول وہابی کو نافع نہیں، کیونکہ اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نفع پہنچانے کی نفی ہے باقی رہا باذن اللہ نفع پہنچانا۔ یہی علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نزہۃ الخاطر میں قطب کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

قطب وقت کی تعریف "کائنات کے والی بنانے اور معزول کرنے کا اختیار رکھتا ہو" [2]

یعنی قطب کے اوصاف میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ دنیا کی سلطنتوں کے ردّ و بدل کرنے کا باذن اللہ مختار ہو۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب ۱۱

اعتراض گجراتی وہابی لکھتا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نے فرمایا ہے۔

درحقیقت خدا کے سوا نہ کوئی کچھ کرنے والا ہے نہ حرکت و سکون دینے والا ہے، نہ اس کے سوا کسی کے ہاتھ میں کچھ اچھائی ہے نہ برائی، نفع و نقصان، بخشش و محرومی، کشائش و بندش، موت و زندگی، عزت و ذلت، دولت مندی اور غربت اس کے سوا کسی کے قبضہ میں نہیں۔ [3]

جواب:۔ میں کہتا ہوں جس شخص میں کچھ بھی دیانت ہو وہ کبھی وہابی نہیں ہو سکتا۔ مذکورہ بالا عبارت فتوح الغیب مقالہ ۱۸ کی ہے، اسی کتاب فتوح الغیب کے مقالہ ۱۶ میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ثُمَّ يُرَدُّ عَلَيْكَ

اللہ تعالیٰ سے ڈرو تم کو اللہ تعالیٰ سکھلائے گا پھر زمانہ تیرے سامنے ہوگا

---

[1] :۔ مرقات عربی جلد ۵ صفحہ ۹۱ بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۲۵۔ [2] :۔ نزہۃ الخاطر مترجم صفحہ ۹۴۔

[3] :۔ فتوح الغیب و نزہۃ الخاطر بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۲۵۔

اَلتَّکْوِیْنُ فَتُکَوِّنُ بِالْاِذْنِ الصَّرِیْحِ الَّذِیْ لَاغُبَارَ عَلَیْہِ۔

اور پھر ظاہراً تجھکو عمل کی اجازت ہوگی جس پر شبہ کا غبار نہیں ہوگا۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس مذکورہ قول کی شرح میں فرماتے ہیں۔

تقویٰ کنید خدا تعالیٰ را ونگاہ داشت امر ونہی او ومیدانا ند خدا تعالیٰ احکام راکہ متضمن مصالح شما است در دنیا وآخرت۔ بعد ازاں ردکردہ میشود بر تو وسپردہ میشود، تو ہست کردن و پیدا گردانیدن کائنات وتصرف دادہ میشود ترا در دو عالم۔ لہ

ترجمہ:۔ (اے سالک) اللہ تعالیٰ سے ڈر اور اس کے امر و نہی کا خوب خیال رکھ، اللہ تعالیٰ تجھے ایسی باتوں کی تعلیم دیگا جن میں تیرا دنیا و آخرت کا نفع ہو۔ پھر کائنات کو زندہ اور پیدا کرنے کی قدرت تجھے دیگا۔ اور جہان میں تصرف کا اختیار بھی دے گا۔

اسکے چند سطر بعد غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰے فِیْ بَعْضِ کُتُبِہٖ یَا ابْنَ آدَمَ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا اَقُوْلُ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ اَطِعْنِیْ اَجْعَلْکَ تَقُوْلُ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ ۔ ٢

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے بعض آسمانی کتب میں فرمایا۔ اے ابن آدم میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں کسی شئے کو جب کہتا ہوں، ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے، تو میری اطاعت کر میں تجھے یہ صفت عطا کروں گا۔ کہ تو کسی چیز کو کہے ہو جا پس وہ ہو جائے گی۔

اے ایمان والو! سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات عالیہ سے ثابت ہوا کہ اولیاء کاملین کو جہان میں پورا پورا تصرف عطا ہوتا ہے بلکہ لفظ کُن کہہ کر کسی چیز کو عدم سے وجود میں بھی لا سکتے ہیں۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب ۱۲

لہ:۔ شرح فتوح الغیب صفحہ ۸۳ ٢:۔ فتوح الغیب مقالہ ۱۶۔

اعتراض گجراتی وہابی لکھتا ہے کہ ان اہلِ سُنّت کا عقیدہ ہے کہ انبیاءؑ کل علم غیب کے مالک ہیں غیب دانی ان کے اختیار میں ہے جب چاہیں غیب کی بات معلوم کریں۔

اللہ تعالیٰ اگر اپنے بعض خاص بندوں کو بعض غیوب پر باختیار خود مطلع کر دیں۔ یا خبر دے دیں۔ تو اس اطلاع علی الغیب۔ اخبار بالغیب یا اظہار علی الغیب کو علم غیب نہیں کہہ سکتے کیونکہ علم کا لفظ جب غیر کی طرف مضاف ہو تو قرآن مجید میں بجز ذاتی کے کہیں نہیں آتا۔ علم غیب کی کوئی قسم عطائی نہیں۔ یہ ہوتا ہی ذاتی ہے [۱]

جواب :۔ میں کہتا ہوں کہ یہ گجراتی وہابی تو اجہل قسم کا انسان ہے۔

دلیلِ اوّل گجراتی وہابی کا اہلسنت پر صریح بہتان

پہلے تو اہلِ سُنّت بریلویوں پر یہ جھوٹ باندھا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاءؑ کل علمِ غیب کے مالک ہیں یعنی کل علم غیب ہر ایک نبی اللہ کے قبضہ میں ہے حالانکہ اہل سنّت میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں نہ ہی کوئی وہابی اس بات کو اکابرین اہل سنّت سے ثابت کر سکتا ہے۔ آگے چل کر اس وہابی نے خود ہی اس الزام کی تردید کر دی کہ ان کا عقیدہ ہے کہ غیب دانی انبیاءؑ کے اختیار میں ہے جب چاہیں غیب کی بات دریافت کریں اب اس جاہل سے پوچھتے ہیں کہ جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہو کہ کل انبیاء اللہ علم غیب کے مالک ہیں یعنی ان کا علم غیب پر قبضہ ہے پھر ان لوگوں کا یہ عقیدہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انبیاءؑ جب چاہیں غیب دریافت کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جو چیز قبضہ میں ہو اس کا دریافت چہ معنی دارد۔

دلیلِ دوم غیب اور علمِ غیب کی نفیس بحث

گجراتی وہابی کا یہ کہنا کہ اطلاع علی الغیب، اخبار بالغیب یا اظہار علی الغیب کو علمِ غیب نہیں کہہ سکتے۔ اس نادان وہابی کو اتنا بھی شعور نہیں کہ غیب اور علمِ غیب میں کیا فرق ہے۔ پورے قرآن میں ایک

---

[۱] :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۲۷ ۔

بھی آیت ایسی نہیں جو یہ کہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ عالم علم الغیب ہے اور نہ ہی یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے لیکن عالم علم الغیب نہیں۔ خود فرماتا ہے۔

۱- قُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ[1] : فرما دیجئے بیشک غیب اللہ کے لیے ہے۔ یہ نہیں فرمایا گیا کہ کہہ علم غیب اللہ ہی کے لیے ہے۔ غیب اور علم غیب کا فرق ملحوظ رکھیں۔

۲- لِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[2] آسمانوں اور زمین کا غیب اللہ ہی کے لیے ہے یہاں بھی یہ نہیں فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کے غیب کا علم اللہ ہی کو ہے۔

۳- اِنَّ اللّٰہَ عٰلِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[3] بیشک اللہ جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کے غیب کا۔ یہاں بھی یہ نہیں فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَالِمٌ عِلْمَ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ بیشک اللہ عالم ہے آسمانوں اور زمین کے غیب کے علم کا۔

۴- اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[4] بیشک اللہ جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے غیب کو۔ یہاں یَعْلَمُ غیب ہے نہ کہ یَعْلَمُ عِلْمِ غیب۔

ایسی ہی اور بہت سی آیات ہیں۔ جو اس بات کا واضح ثبوت ہیں۔

عَالِمُ الْغَیْبُ اور عَالِمُ عِلْمُ الْغَیْبُ کی لاجواب تحقیق

کہ اللہ تعالیٰ عَالِمُ الغیب ہے لیکن عالم علم الغیب نہیں۔ کیونکہ مُعَلِّم اور مُتَعَلِّم کی درمیانی نسبت کو تعلیم کہتے ہیں۔ اس لیے عالم الغیب ہونا ذات باری تعالیٰ کا خاصہ ہے کیونکہ نہ اس کا کوئی مُعَلِّم ہے اور نہ اللہ تعالیٰ متعلم ہے۔

عالم علم الغیب ہونا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو تعلیم دینے والا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تعلیم پانے والے ہیں تعلیم دینے والے اور تعلیم پانے والوں کی درمیانی نسبت تعلیم ہے لہٰذا عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے اور عالم علم الغیب انبیاء

---

[1] سورۂ یونس آیت ۲۰ پارہ ۱۱۔ [2] سورۂ ہود آیت ۱۲۳ پارہ ۱۲۔
[3] سورۂ فاطر آیت ۳۸ پارہ ۲۲۔ [4] سورۂ الحجرات آیت ۱۸ پارہ ۲۶۔

علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔
اے ایمان والو! خوب یاد رکھو، قرآن مجید میں عالم الغیب کی نفی تو تمام مخلوق سے کی گئی ہے۔ لیکن عالم علم الغیب کی نفی سے انبیاء علیہم السلام مستثنٰے ہیں۔

نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا بیان

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔
عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ [1] اللہ نے آپ کو تعلیم دی جو آپ نہ جانتے تھے، اب اس آیت مبارکہ کی تفسیر ملاحظہ ہو۔

۱۔ تفسیر مدارک جلد ا صفحہ ۳۵۷ طبع جدید، لاہور
مِنْ اُمُوْرِ الدِّيْنِ وَالشَّرَائِعِ اَوْ مِنْ خَفِيَّاتِ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ
اللہ نے تعلیم دی تمہیں دینی معاملات کی یا غیبی معاملات اور دلوں کے رازوں کی۔

۲۔ تفسیر السراج المنیر جلد ا صفحہ ۳۳۲
(عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) غَيْبًا وَّشَهَادَةً مِنْ اَحْوَالِ الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا
دین اور دنیا کے نہاں اور عیاں کا علم عطا فرمایا۔

۳۔ تفسیر ابن جریر جزء ۵ صفحہ ۲۷۵
(عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) مِنْ خَبَرِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ وَمَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ۔
تعلیم دی آپ کو پہلوں اور پچھلوں کی خبریں اور جو ہو چکا اور جو ہو گا۔

۴۔ تفسیر کشاف جلد ا صفحہ ۵۶۴
(عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) مِنْ خَفِيَّاتِ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ
تعلیم دی آپ کو غیبی معاملات کی اور دلوں کے رازوں کی

[1] سورۂ النساء آیت ۱۱۳ پارہ ۵۔

۵:۔ تفسیر در منثور جلد ۲ صفحہ ۲۴۰

(عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ) عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ عَلَّمَہُ اللّٰہُ بَیَانَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو دُنیا اور آخرت کا علم عطا کیا۔

۶:۔ تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر خازن جلد ا صفحہ ۵۹۶

(عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ) قِیْلَ عَلَّمَکَ مِنْ عِلْمِ الْغَیْبِ۔

کہا گیا ہے کہ تعلیم دی آپ کو علم غیب کی۔

۷:۔ تفسیر جلالین شریف صفحہ ۸۵

تعلیم دی آپ کو احکام اور غیب کی۔

۸:۔ حاشیہ صاوی علی الجلالین جلد ا صفحہ ۲۱۳

(وَالْغَیْبِ) اَیْ عِلْمِ الْغَیْبِ وَھُوَ مَا غَابَ عَنَّا۔

آپ کو علم غیب کی تعلیم دی اور غیب وہ ہے جو ہم سے چھپا ہے۔

نوٹ:۔ یہاں سے گجراتی وہابی کے اس قول کا بھی رد ہو گیا۔ جو کہتا ہے کہ جو بات بتا دی جائے وہ غیب نہیں کہلاتی۔ علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف فیصلہ کر دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن مُغیبات پر اطلاع دے دی گئی ہے۔ اگرچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو غیب نہ رہی لیکن اُمت کے حق میں تو پھر بھی وہ غیب ہی ہے۔

علمِ غیب کے متعلق سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں۔

(قَالَ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا) کَانَ رَجُلًا یَعْلَمُ عِلْمَ الْغَیْبِ قَدْ عَلِمَ ذٰلِکَ

حضرت خضر علم غیب جاننے والا انسان تھا۔ اس لیے اس نے یہ جان لیا کہ موسیٰ علیہ السلام میرے ساتھ صبر سے نہ رہ سکیں گے)۔

قَالَ مُوْسٰی بَلٰی (قَالَ وَکَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰی مَالَمْ تُحِطْ بِہٖ خُبْرًا) اَیْ اِنَّمَا تَصَرَّفُ ظَاھِرًا تَرٰی مِنَ الْعَدْلِ وَلَمْ تُحِطْ مِنْ عِلْمِ الْغَیْبِ بِمَا اَعْلَمُ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ صبر کروں گا۔ خضر نے کہا ایسی باتوں پر کیسے صبر کر سکو گے۔ جن کا آپ کو علم نہیں یعنی آپ تو ظاہری عدل اور انصاف کے جاننے والے ہیں۔ لیکن جو علم غیب میں جانتا ہوں، اس کی آپ کو خبر نہیں[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو خضر علیہ السلام کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ علم غیب جاننے والا انسان تھا۔ اور وہابیوں کو سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ کہتے ہوئے موت پڑتی ہے کہ آپ علم غیب جاننے والے ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث اگرچہ حدیث موقوف ہے لیکن یہ حکماً مرفوع ہے کیونکہ زمانہ گذشتہ کی خبر ہے جس میں اپنے اجتہاد اور رائے کو کوئی دخل نہیں۔

علم غیب عطائی کا انکار قرآن پاک کے خلاف ہے

وہابیوں کا یہ کہنا کہ علم غیب کی کوئی قسم عطائی نہیں بالکل بیہودہ بات اور قرآن کے خلاف ہے کیونکہ مخلوق خدا میں کوئی صفت ذاتی نہیں۔ اندھے بھی جانتے ہیں کہ مخلوق کا ہر فضل و کمال عطائے خداوندی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ[2]) اے محبوب ہم نے آپ کو ہر چیز کثرت سے عطا فرمائی ہے

سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں۔

اُوْتِيْتُ مَفَاتِيْحَ كُلِّ شَيْئٍ اِلَّا الْخَمْسَ۔

ترجمہ:۔ مجھے سوائے پانچ چیزوں کے (جو اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (الآیۃ) میں مذکور ہیں)، باقی تمام اشیاء کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں۔

علامہ عزیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

---

[1] :۔ تفسیر ابن جریر پارہ ۱۵ صفحہ ۲۸۰۔ [2] : سورۂ کوثر پارہ ۳۰ آیت ۱۔

اِنَّہٗ اُعْلِمَہَا بَعْدَ ھٰذَا الْحَدِیْثِ ۔ بیشک اس فرمان کے بعد مذکورہ پانچ چیزوں کا علم بھی دے دیا گیا [۱]

علامہ حفنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان اسی طرح علامہ حفنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

(قَوْلُہٗ اِلَّا الْخَمْسَ) ثُمَّ اُعْلِمَ بِھَا بَعْدَ ذٰلِکَ اس کے بعد ان پانچوں کا علم بھی دیا گیا [۲]

گجراتی وہابی نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علم غیب کی نفی پر مندرجہ ذیل آیات سے استدلال کیا ہے۔

آیت ۱ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ [۳]

شاہ عبدالقادر دہلوی بھی علم غیب عطائی کے قائل ہیں

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اس آیت مذکورہ بالا کی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں۔

کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتا جو کوئی کہ ہے آسمانوں اور زمین میں چھپی بات کو جو پردے میں ہے یعنی فرشتے اور جن اور آدمی ان سب سے کسی کو بے تعلیم الٰہی غیب کی خبر نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ ہی کو ہے جو وہی خود بخود جانتا ہے غیب کی خبر اور خدا کے سوا کوئی خود بخود نہیں جانتا [۴]

معلوم ہوا کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک علم غیب کی دو ہی قسمیں ہیں۔ ذاتی اور عطائی اسی لیے مفسرین نے علم غیب کی نفی والی آیات سے نفی علم غیب ذاتی ہی مراد لی ہے۔

آیت ۲ قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ ط وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ [۵]

کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم مالک نہیں ہوں میں خود بخود اپنی ذات کے نفع

---

[۱] :۔ شرح جامع صغیر جلد ۲ صفحہ ۷۹ ۔ [۲] حاشیہ جامع صغیر صفحہ ۷۹

[۳] :۔ سورۃ النمل آیت ۶۵ پارہ ۲۰ ۔ [۴] :۔ تفسیر موضح القرآن صفحہ ۴۰۲

[۵] :۔ پ ۹ الاعراف آیت ۱۸۸ ۔

یا ضرر کا۔ مگر جو چیز کہ چاہے خدا تعالیٰ کہ تعلیم کرے مجھ کو۔ اور اگر ہوتا میں کہ جانتا میں غیب کو بے تعلیم
خدا کے۔ البتہ زیادہ کرتا میں مال اور نفع سے[1]
یہی شاہ عبدالقادر صاحب سورۃ لقمان کی آخری آیت جسمیں علوم خمسہ کی مخلوق سے نفی کی گئی
ہے اس کی تفسیر میں رقمطراز ہیں۔
تحقیق بذات اللہ ہی کے نزدیک ہے قیامت کے وقت کا جاننا اور بھیجتا ہے مینہ جس
وقت اور جس جگہ مقرر اور متعدد ہے اور بذات جانتا ہے جو کچھ ارحام میں ہے۔ بیٹا اور بیٹی۔ اور
کوئی نفس بذات نہیں جانتا کہ کس جگہ مرے گا۔ اور کس وقت مرے گا۔ تحقیق اللہ جاننے والا ہے
ان باتوں کا۔ خبردار اور واقف ہے غیب کا[2]
یہ تفسیر کہ علم غیب کی مخلوق سے نفی والی آیات نفی ذاتی کی ہے نہ کہ عطائی کی۔ صرف شاہ
عبدالقادر صاحب نے ہی نہیں کی بلکہ محدث ابن کثیر بھی لکھتے ہیں۔

محدث ابن کثیر بھی علم غیب عطائی کو مانتے ہیں۔

هٰذِهٖ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ الَّتِيْ اِسْتَاْثَرَ اللّٰهُ بِعِلْمِهَا فَلَا يَعْلَمُهَا اَحَدٌ اِلَّا بَعْدَ اِعْلَامِهٖ تَعَالٰى[3]

(علوم خمسہ) علم غیب کی کنجیاں ہیں، جنکا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے واسطہ خاص کیا ہے پس ان کو خود بخود کوئی نہیں جان سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے بتانے کے بعد جان سکتا ہے۔

محدث ابن کثیر نے بھی ثابت کر دیا کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں ذاتی اور عطائی۔
اگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علم عطائی کی نفی کر دی جائے تو علم ذاتی خواہ مخواہ ثابت ہوگا۔
کیونکہ انبیاء اللہ عالم تو ضرور ہیں لیکن کسی بھی فرد کو ذاتی علم ثابت کرنا صریح شرک و کفر ہے۔
ایمان والو! یاد رکھو۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا اور آخرت کا علم تو ضرور ہے
جیسا کہ ہم تفاسیر سے ثابت کر آئے ہیں۔ اگر یہ علم عطائی نہیں تو ذاتی ثابت ہوگا جو کہ صریح کفر ہے

---

[1]: موضح القرآن صفحہ ۱۶۳
[2]: موضح القرآن صفحہ ۴۳۴
[3]: تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۵۳

اگر ذاتی نہیں تو عطائی ثابت ہوگا۔ جو عین ایمان ہے۔
اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے ذاتی علم ماننا تو باتفاق اُمت کفر ہے لیکن وہابیہ کے نزدیک علم عطائی بھی کفر ہے۔

بقول وہابیہ قرآن پاک پر ایمان کفر ہے

عنایت اللہ گجراتی وہابی کا پیر بھائی ملاں نور محمد ساکن قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ لکھتا ہے "بیشک رسول اللہ صلعم کو عالم الغیب عطائی ماننا بھی کفر ہے"! لہ

غلام اللہ پنڈوی مفترین اہل سنت پر بہتان باندھتا ہوا لکھتا ہے۔
"حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم الغیب نہ تھے نہ ذاتی طور پر نہ عطائی طور پر"۔ ۲ھ
ثابت ہوا کہ وہابیہ کے نزدیک قرآن کریم پر ایمان رکھنا کفر ہے کیونکہ قرآن کریم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے عطائی علم غیب کا واضح طور پر اعلان فرما رہا ہے۔

علم غیب عطائی کے متعلق آیات قرآنیہ

آیت ۱ — وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۳ھ

اور نہیں ہے خدا ایسا کہ تم کو خبردار کرے غیب کی بات پر لیکن خدا تعالیٰ چن لیتا ہے اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے۔ (یعنی غیب پر خبردار کرنے کے لیے) ۴ھ

آیت ۲ — عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الآیۃ) ۵ھ
خدا تعالیٰ چھپی باتوں کا اور چھپے کاموں کا جاننے والا ہے پھر واقف اور ظاہر

لہ :۔ صاعقۃ الرحمٰن صفحہ ۱۳ ۔ ۲ھ :۔ تفسیر جواہر القرآن جلد ا صفحہ ۲۲ ۔
۳ھ :۔ سورۂ آل عمران آیت ۱۷۹ پارہ ۴ ۔ ۴ھ :۔ موضح القرآن صفحہ ۲۷ ۔
۵ھ :۔ سورۂ جن آیت ۲۶، ۲۷ پارہ ۲۹ ۔

نہیں کرتا۔ اور اپنے چھپے کاموں کے کسی ایک کو بھی، مگر اسے جسے پسند کرے اور جس پیغمبر سے راضی اور خوش ہو، تو اسے خبر دیتا ہے غیب کی۔[1]

آیت ۳: سیدنا یعقوب علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ (الآیۃ)[2] بوجہ ہمارے تعلیم دینے کے آپ صاحب علم تھے۔

آیت ۴: سیدنا یوسف علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا[3] ترجمہ: جب آپ اپنی جوانی کو پہنچے ہم نے انہیں حکومت اور علم عطا کیا قیدیوں کو خواب کی تعبیر دینے کے بعد سیدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔

آیت ۵: ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ[4] یہ وہ ہے جو مجھے میرے رب نے تعلیم فرمائی ہے۔

آیت ۶: حضرت داؤد علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ[5] ہم نے داؤد کو سلطنت اور حکمت عطا کی اور علم عطا کیا جو چاہا۔

آیت ۷: حضرت خضر علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا[6]

ترجمہ: ہم نے اسے اپنی طرف سے رحمت عطا کی اور اپنے غیبی خزانے سے علم عطا فرمایا۔

آیت ۸: حضرت لوط علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا[7]

ترجمہ: لوط کو ہم نے دانائی اور علم عطا فرمایا۔

آیت ۹: حضرت موسےٰ علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۱: موضح القرآن صفحہ ۶۰۱۔ ۲: سورۂ یوسف آیت ۶۸ پارہ ۱۳۔

۳: سورۂ یوسف آیت ۲۲ پارہ ۱۲۔ ۴: سورۂ یوسف آیت ۳۷ پارہ ۱۲۔

۵: سورۃ البقرہ آیت ۲۵۱۔ پارہ ۲۔ ۶: کہف آیت ۶۵ پ ۱۶۔

۷: سورۃ الانبیاء آیت ۷۴۔ پارہ ۱۷۔

لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَاسْتَوٰی اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّعِلْمًا [1]

ترجمہ:۔ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور پورے زور پر آئے ہم نے اسے حکمت اور علم عطا کیا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زیادتی علم کی دعا کرنا

ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زیادتی علم کی دعا کرنے کو کہا گیا۔

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا [2]

ترجمہ: اے میرے پروردگار مجھے مزید علم عطا فرما۔

لہٰذا وہابیوں کا یہ کہنا کہ علم غیب کی کوئی قسم عطائی نہیں سراسر جہالت ہے۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب ۱۳

اعتراض | گجراتی وہابی لکھتا ہے۔

وَذَکَرَ الْحَنَفِیَّۃُ تَصْرِیْحًا بِالتَّکْفِیْرِ بِاِعْتِقَادِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ لِمُعَارَضَۃِ قَوْلِہٖ تَعَالٰی قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ [3]

ترجمہ:۔ حنفی فقہا نے صراحت کے ساتھ اس شخص کو کافر قرار دیا ہے جو یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم غیب رکھتے تھے کیونکہ یہ اعتقاد قرآن پاک سے ٹکرا رہا ہے [4]

جواب:۔ گجراتی وہابی نے شرح فقہ اکبر کی عبارت نقل کرنے میں یہودیت کا پورا پورا ثبوت دیا ہے کہ ماقبل کی عبارت نقل نہیں کی جس سے ثابت ہوتا تھا کہ علم عطائی ماننا کفر نہیں بلکہ علم غیب ذاتی ماننا کفر ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔

مسامرہ کی اصل عبارت جو وہابی خائن نے نقل نہیں کی۔

---

[1]:۔ قصص آیت ۱۴ پ ۲۰۔ [2]:۔ سورۂ طٰہٰ آیت ۱۱۴ پارہ ۱۶۔

[3]:۔ شرح فقہ اکبر بحوالہ شجرۂ بدعات صفحہ ۲۷ [4]:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۲۷

فَلَا يَعْلَمُ النَّبِيُّ مِنْهَا اَىْ مِنَ الْمُغَيَّبَاتِ) اِلَّا مَا اَعْلَمَهُ بِهٖ اَحْيَانًا ؎۱

نبی اللہ کو مغیبات کا علم نہیں ہوتا۔ مگر جو اللہ تعالٰی اسے بتاتا ہے۔

شرح فقہ اکبر علی قاری کی عبارت جو وہابی کی خیانت کی بھینٹ چڑھ گئی۔

ثُمَّ اِعْلَمْ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمْ يَعْلَمُوا الْمُغَيَّبَاتِ مِنَ الْاَشْيَاءِ اِلَّا مَا عَلَّمَهُمُ اللّٰهُ اَحْيَانًا ؎۲

ترجمہ:۔ پھر تو جان لے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب اشیاء کو نہیں جانتے مگر جن کا اللہ تعالٰی انہیں علم عطا فرمائے۔

مسامرہ شریف اور شرح فقہ اکبر شریف کی عبارت سے پتہ چلا کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام انبیاء علیہم السلام کے متعلق عطائی علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ قرآن و سنت کے مطابق ہے عَالِمِ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں

وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَا اَعْلَمُ اِلَّا مَا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؎۳

قسم ہے اللہ تعالٰی کی میں نہیں جانتا مگر جو اللہ نے مجھے علم دیا ہے۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب ۱۴

اعتراض گجراتی وہابی نے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب کا علم رکھتے ہیں۔ وہ کافر ہے، کیونکہ علم غیب کی صفت خدا تعالٰی کے ساتھ خاص ہے ؎۴

جواب میں کہتا ہوں کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ حکم اسی شخص کا ہے جو علم غیب ذاتی کا اعتقاد رکھتا ہے کیونکہ علم غیب عطائی تو آپ اولیاء کو بھی مانتے ہیں۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان

؎۱:۔ مسامرہ صفحہ ۲۳۵
؎۲:۔ شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۱
؎۳:۔ مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۰
؎۴:۔ مراۃ الحقیقہ بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۲۵

اِذَا طَلَبْتَ اللّٰہَ بِالصِّدْقِ اَعْطَاکَ مِرْاٰۃً تُبْصِرُ فِیْھَا کُلَّ شَیْئٍ مِّنْ عَجَائِبِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ؂۱

جب تو صدق کے ساتھ اللہ کا طالب ہو گا وہ تجھے ایک آئینہ عطا کریگا جس میں تو دُنیا اور آخرت کے کل عجائبات کو دیکھے گا۔

لیجئے جناب وہابی صاحب عطائی علم کلی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک ولی صادق کے لیے ثابت کر دیا۔

بحر الرائق کی پوری عبارت اور گجراتی وہابی صاحب کی یہودیت یعنی دجل وفریب ؂۱

اعتراض گجراتی وہابی نے بحر الرائق کی عبارت میں خیانت کر کے نجومیوں اور رملیوں کا حکم انبیاءؑ علیہم السلام پر جڑ دیا لکھتا ہے:

اِنَّ اِدِّعَاءَ ظَنِّ الْغَیْبِ حَرَامٌ وَلَیْسَ بِکُفْرٍ بِخِلَافِ اَنَّ اِدِّعَاءَ عِلْمِ الْغَیْبِ فَاِنَّہٗ کُفْرٌ۔

ترجمہ:۔ یعنی اگر کوئی شخص ظن الغیب کا دعوی کرے تو یہ حرام ہو گا۔ اور کفر نہیں ہو گا۔ اگر علم الغیب کا دعویدار ہو تو پکا کافر ہے ؂۲

جواب بحر الرائق کی اصل عبارت یہ ہے:۔

ذَکَرَہُ الْقُرْطُبِیُّ فِیْ شَرْحِ الْمُسْلِمِ اَنَّ ظَنَّ الْغَیْبِ جَائِزٌ کَظَنِّ الْمُنَجِّمِ وَالرَّمَّالِ بِوُقُوْعِ شَیْئٍ فِی الْمُسْتَقْبِلِ بِتَجْرِبَۃِ اَمْرٍ عَادِیٍّ فَھُوَ ظَنٌّ صَادِقٌ اَلْمَمْنُوْعُ ھُوَ ادِّعَاءُ عِلْمِ الْغَیْبِ وَالظَّاھِرُ اَنَّ اِدِّعَاءَ ظَنِّ الْغَیْبِ حَرَامٌ وَلَیْسَ بِکُفْرٍ بِخِلَافِ ادِّعَاءِ عِلْمِ الْغَیْبِ فَاِنَّہٗ کُفْرٌ۔ ؂۳

ترجمہ:۔ شرح مسلم میں علامہ قرطبی نے یہ ذکر کیا ہے کہ غیب کا ظن کر لینا بیشک جائز ہے جیسا کہ نجومی اور رملی اپنے تجربہ کی بناء پر آئندہ ہونے والی بات کا گمان کر لیتا ہے۔ پس یہ

؂۱:۔ غنیۃ الطالبین عربی آخری سطر مترجم فارسی صفحہ ۹۵۔ ؂۲:۔ بحر الرائق بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۲۸۔
؂۳:۔ بحر الرائق جلد ۵ صفحہ ۱۲۶۔

گمان صادق ہے ممنوع تو علم غیب کا دعویٰ ہے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہو گئی کہ (نجومی وغیرہ کے لیے گمان غیب تو جائز ہے مگر اپنے) گمان غیب کا دعویٰ (اس کے لیے) حرام ہے کفر نہیں بخلاف اس کے (کہ کوئی نجومی رملی وغیرہ) علم غیب جاننے کا دعویٰ کرے یہ کفر ہے۔

اے ایمان والو! یہ ہے ان وہابیوں کی بددیانتی کہاں۔ نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق عطائی علم غیب کا عقیدہ رکھنا اور کہاں نجومی وغیرہ کا دعویٰ علم غیب، جس کے کفر ہونے میں کسی کو بھی شک نہیں۔

وہابی کا فتاویٰ قاضی خاں سے استدلال

گجراتی وہابی نے فتویٰ قاضی خاں کی ایک عبارت سے بھی استدلال کیا ہے۔ لکھتا ہے۔ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر کوئی شخص نکاح کرے اور اللہ و رسول کو گواہ بنا دے تو اس کا نکاح باطل ہے اور وہ کافر ہے آگے فرماتے ہیں کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا اعتقاد رکھا۔ اور وہ جو زندگی میں غیب نہیں جانتے تھے موت کے بعد کس طرح جان سکتے ہیں۔[1]

فتاویٰ قاضی خان کی پوری عبارت یہ ہے

رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِغَيْرِ شُهُوْدٍ فَقَالَ الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ خدائے را و پیغامبر را گواه کردیم قَالُوْا يَكُوْنُ كُفْرًا لِاَنَّهٗ اِعْتَقَدَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ وَهُوَ مَا كَانَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ حِيْنَ كَانَ فِي الْاَحْيَاءِ فَكَيْفَ بَعْدَ الْمَوْتِ۔[2]

ترجمہ:۔ مرد نے عورت کے ساتھ بغیر گواہوں کے نکاح کیا۔ مرد اور عورت نے کہا خدا اور پیغمبر کو ہم گواہ کرتے ہیں، لوگوں نے کہا کہ یہ کفر ہے کیونکہ اسکا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

[1] :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۲۹ ۔ [2] :۔ قاضی خان بحاشیہ عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۵۷۶

غیب جانتے ہیں۔ حالانکہ وہ دنیاوی زندگی میں غیب نہ جانتے تھے۔ بعد وفات کسطرح جان سکتے ہیں۔

اسکے جواب میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اِنَّہٗ لَا یُکْفَرُ لِاَنَّ الْاَشْیَاءَ تُعْرَضُ عَلٰی رُوْحِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَّ الرُّسُلَ یَعْرِفُوْنَ بَعْضَ الْغَیْبِ قَالَ تَعَالٰی عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ بَلْ ذَکَرُوْا فِیْ کُتُبِ الْعَقَائِدِ اَنَّ مِنْ جُمْلَۃِ کَرَامَاتِ الْاَوْلِیَاءِ الْاِطِّلَاعَ عَلٰی بَعْضِ الْمُغَیَّبَاتِ۔[1]

ترجمہ:۔ بیشک اس مرد کی تکفیر نہ کی جائے۔ کیونکہ اشیاء نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے پیش کی جاتی ہیں، اور بیشک رُسل کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بعض غیب جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ عالم الغیب پس اپنے غیب پر رسولوں کے سوا کسی کو اطلاع نہیں دیتا۔ بلکہ علماء کرام نے عقائد کی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ کہ اولیاء کی کرامات میں سے بعض مغیبات پر اطلاع پانا بھی ہے۔

نوٹ:۔ یہی جواب طحطاوی حاشیہ درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۲ پر اور فتاوی مجمع الانہر جلد ۱ صفحہ ۳۲۰ پر بھی ہے۔ اب ہم آخر میں اہلِ اسلام کا علم غیب کے متعلق عقیدہ تحریر کرتے ہیں۔

عارف باللہ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ جلالین شریف میں فرماتے ہیں

اَلَّذِیْ یَجِبُ الْاِیْمَانُ بِہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَمْ یَنْتَقِلْ مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی اَعْلَمَہُ اللّٰہُ بِجَمِیْعِ الْمُغَیَّبَاتِ الَّتِیْ تَحْصُلُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔[2]

ترجمہ:۔ جس بات پر ایمان رکھنا واجب ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دنیا سے انتقال نہیں فرمایا۔ یہاں تک اللہ تعالےٰ نے کل مغیبات جو بھی دنیا اور آخرت

---

[1] فتاوی شامی جلد ۲ صفحہ ۲۸۳ ۔ [2] صاوی شریف جلد ۲ صفحہ ۹۷ ۔

میں ظہور پذیر ہونے والے ہیں کا آپ کو علم عطا فرما دیا۔

شرح فتح المبین کے محشی علامہ حسن مدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اربعین نووی کی شرح فتح المبین حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

کے محشی علامہ حسن مدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَلْحَقُّ کَمَا قَالَہٗ جَمْعٌ اَنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی لَمْ یَقْبِضْ نَبِیَّنَا صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ حَتّٰی اَطْلَعَہٗ عَلٰی کُلِّ مَا اَبْہَمَہٗ عَنْہُ اِلَّا اَنَّہٗ اُمِرَ بِکَتْمِ

لِبَعْضٍ وَالْاِعْلَامِ بِبَعْضٍ۔ لہ

ترجمہ:۔ حق بات یہی ہے جو کہ جم غفیر علماء نے فرمائی ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہمارے

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال سے پہلے ان تمام چیزوں کا علم عطا فرما دیا، جو بھی آپ سے

پوشیدہ تھیں، ہاں مگر ان میں سے بعض کو چھپانے کا حکم دیا، اور بعض کے ظاہر فرمانے کا۔

مسئلہ حاضر و ناظر اور گجراتی وہابی کا دجل و فریب ۱۶

اعتراض گجراتی وہابی صاحب مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جاء الحق

سے آپ کا قول نقل کرتا ہے کہ مفتی صاحب نے لکھا ہے۔

ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں، خدا کو ہر جگہ میں ماننا بے دینی

ہے ہر جگہ میں ہونا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شان ہے۔ (جاء الحق) ۲

اس مذکورہ عبارت کو غلط ثابت کرنے کے لیے وہابی صاحب نے قرآن مجید

سے استدلال کیا ہے، لکھتا ہے۔

مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ وَلَا خَمْسَۃٍ اِلَّا ھُوَ

سَادِسُھُمْ وَلَا اَدْنٰی مِنْ ذٰلِکَ وَلَا اَکْثَرَ اِلَّا ھُوَ مَعَھُمْ۔ (مجادلہ)

لہ:۔ حاشیہ فتح المبین صفحہ ۶۳۔ ۲:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۰۔

تین آدمیوں کا مشورہ نہیں ہوتا کہ چوتھا خدا ہوتا ہے اور پانچ کا مشورہ نہیں ہوتا۔ کہ چھٹا خدا ہوتا ہے نہ اس سے کم کا نہ اس سے زیادہ کا مگر وہ خدا ساتھ ہوتا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ بلحاظ علم و قدرت ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ ؎۱

جواب میں کہتا ہوں کہ اگر وہابی جی کو شعور ہوتا تو یہ صفحہ ۳۰ خواہ مخواہ سیاہ نہ کرتے۔ کیونکہ قرآن مجید سے وہابی صاحب نے جو ثابت کیا ہے (کہ خدا بلحاظ علم و قدرت ہر جگہ حاضر و ناظر ہے) اس بات کے جناب مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کب منکر ہیں وہ خود لکھتے ہیں۔ "اللہ کا علم اور اس کی قدرۃ عالم کو گھیرے ہوئے ہیں" ؎۲

مفتی صاحب مرحوم نے اگر انکار کیا ہے تو صرف ذات خدا تعالیٰ کا کسی جگہ میں موجود ہونے کا کیا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ زمان و مکان سے بلند و برتر اور پاک ہے۔

مفتی صاحب مرحوم نے جو فرمایا ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں یہ بالکل درست ہے۔

کیونکہ حاضر یعنی موجود ہونے کے لیے عدم موجودگی لازم ہے اور اللہ تعالےٰ واجب الوجود ذات ہے۔ جس کے لیے غیر حاضری یعنی عدم موجودگی ماننا کفر صریح ہے۔

حاضری کا مفہوم سمجھنا کوئی مشکل نہیں۔ ہر پڑھا لکھا انسان جانتا ہے کہ جب وہ سکول میں پڑھتا تھا تو سکول لگنے کے بعد جب استاد حاضری پکارتا تھا تو ہر طالب علم یہ ہی جواب دیتا تھا (حاضر جناب) جناب میں جماعت میں آگیا ہوں۔ یہ جواب صاف صاف بتاتا ہے کہ وہ طالب علم پہلے کلاس میں حاضر نہ تھا۔ بلکہ اب گھر سے آ حاضر ہوا ہے۔

باقی رہا اللہ تعالیٰ سے ناظر کی نفی کرنا تو از روئے لغت یہ بھی بالکل درست ہے۔ کیونکہ ناظر وہ ہوتا ہے۔ جو آنکھ کی کالی پتلی سے دیکھے۔ اور اللہ تعالیٰ ان پتلیوں سے بھی پاک و مبرا ہے۔ ثابت ہوا کہ حاضر و ناظر اللہ تعالےٰ کی صفت نہیں بلکہ اس کی صفت تو موجود و بصیر ہے۔

؎۱: شجرہ بدعات صفحہ ۳۰۔ ؎۲: جاء الحق صفحہ ۱۵۰ سطر ۴۔

گجراتی وہابی کا بزعم خویش قرآن سے استدلال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر نہیں ہیں

اعتراض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر نہ ہونے پر گجراتی وہابی نے مندرجہ ذیل چار آیات قرآنیہ سے استدلال کیا ہے۔

آیت ۱ مَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِي اَهْلِ مَدْيَنَ اور تو نہ تھا مدین والوں میں۔

آیت ۲ ذَالِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْا اَمْرَهُمْ

ترجمہ:۔ یہ غیب کی خبریں ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں اور تو نہ تھا ان کے پاس جب انہوں نے اپنے ایک کام پر اتفاق کر لیا۔

آیت ۳ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَا اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ۔

ترجمہ:۔ اور تو نہ تھا طور کے مغربی کنارے پر جب ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا اور نہ تھا تو دیکھتا۔

آیت ۴ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اور تو نہ تھا ان کے پاس جب ڈالنے لگے اپنے قلم کہ کون پالے مریم کو۔ اور نہ تھا تو ان کے پاس جب وہ جھگڑتے تھے۔ [۱]

جواب:۔ یہ چار آیات ہیں جن سے تمام امت وہابیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی نفی پر استدلال کرتی ہے۔

گجراتی وہابی کی قرآن پاک کا ترجمہ کرنے میں خیانت

اس استدلال کا جواب عرض کرنے سے پہلے ہم گجراتی وہابی صاحب نے ترجمہ میں جو خیانت کی اس کی نشان دہی کرتے ہیں۔

[۱]:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۰-۳۱۔

آیت ۱۰ کا آخری جملہ وَمَاكُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ کا ترجمہ اور نہ تو دیکھتا تھا۔ لفظی نہیں ہے بلکہ لازمی معنی کیا ہے لفظی معنی تو صرف یہ ہے اور نہ تھا تو وہاں حاضر۔ اگر وہابی شاہد کا معنی حاضر کر دیتا تو وہابیت کی ساری عمارت ہی تباہ ہو جاتی۔

شاہد کا معنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زبانی

(مَاكُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ) مِنَ الْحَاضِرِيْنَ هُنَاكَ) نہ تھے آپ اس جگہ حاضروں میں سے[1]

شاہد کا ترجمہ از شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ:۔

مَاكُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ ترجمہ۔ نہ بودے تو از حاضراں۔

شاہد کا ترجمہ از شاہ ولی اللہ دہلوی :۔

مَاكُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ ترجمہ نہ بودے تو از حاضراں۔

شاہد کا ترجمہ از شاہ رفیع الدین دہلوی :۔

مَاكُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ۔ ترجمہ :۔ اور نہ تھا تو حاضروں سے۔

حاضر و ناظر کی نفیس بحث

معلوم ہوا کہ لفظ شاہد کا معنی لفظی حاضر ہی ہے اور ناظر ہونا حاضر ہونے کو لازم ہے۔ گویا دیکھنا اور حاضر ہونا دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اسی لیے نابینا خواہ موقع پر موجود ہی کیوں نہ ہو اس کی گواہی مردود ہے کیونکہ گواہی کے لیے حاضر اور ناظر ہونا ضروری ہے نابینا حاضر تو ہے لیکن ناظر نہیں لہذا شہادۃ نہیں دے سکتا۔

جو لوگ شاہد کا معنی گواہ کرتے ہیں وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا اقرار کرتے ہیں کیونکہ شہادۃ یعنی گواہی کی حقیقت صرف یہ ہے۔

---

[1] :۔ تفسیر ابن عباس صفحہ ۲۴۲۔

اَلشَّھَادَۃُ اَلْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاھَدَۃِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِیْرَۃِ ۔ [1]

ترجمہ: ۔ گواہی کا معنی ہے حاضر ہونا اور مشاہدہ کرنا۔ یہ مشاہدہ خواہ چشم بصر سے ہو یا چشم بصیرت سے۔

لہٰذا جن آیات سے استدلال کیا گیا ہے ان میں جسمانی طور پر موجودگی اور چشم بصر سے دیکھنے کی نفی ہے روحانی طور پر حاضری اور چشم بصیرت سے دیکھنے کی نفی نہیں۔

اہلِ سنّت وجماعت کی مایۂ ناز تفسیر جلالین کا حاشیہ صاوی شریف میں ہے۔

(وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ) ھٰذَا بِالنَّظْرِ لِلْعَالَمِ الْجُسْمَانِیْ لِاِقَامَۃِ الْحُجَّۃِ عَلَی الْخَصْمِ وَ اَمَّا بِالنَّظْرِ لِلْعَالَمِ الرُّوْحَانِیْ فَھُوَ حَاضِرٌ رِسَالَۃَ کُلِّ رَسُوْلٍ وَّمَا وَقَعَ لَہٗ مِنْ لَّدُنْ آدَمَ اِلٰی اَنْ ظَھَرَ بِجِسْمِہِ الشَّرِیْفِ ۔ [2]

ترجمہ: ۔ جانب طور پر ہونے کی نفی عالم جسمانی کے پیش نظر ہے تاکہ مخالف پر حجت قائم ہو سکے۔ وگرنہ تو عالم روحانی کے اعتبار سے آپ ہر رسول کی رسالت اور جو کچھ اس کے ساتھ واقعات ہوئے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے جسمانی ظہور تک سب پر حاضر و ناظر ہیں۔

عقیدہ حاضر و ناظر اور شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق عقیدہ حاضر و ناظر پر شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادۃ۔ آپ فرماتے ہیں۔

باچندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ در علماء امت ست یک کس را در ایں مسئلہ خلافی نیست کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم بحقیقت حیاۃ بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است وبر اعمال امت حاضر و ناظر۔ [3]

---

[1] ۔ مفردات امام راغب صفحہ ۲۷۹ ۔ [2] ۔ صاوی شریف جلد ۳ صفحہ ۱۸۲ ۔

[3] ۔ مکتوبات شاہ عبدالحق محدث دہلوی بر حاشیہ اخبار الاخیار صفحہ ۱۶۱ ۔

ترجمہ:۔ باوجود علماء امت میں اختلافات اور مذاہب کی کثرت کے، کسی ایک کو بھی اس بات میں اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقتاً زندہ دائم وباقی ہیں اور اپنی امت کے اعمال پر حاضر وناظر ہیں، اس بات میں مجاز کا شائبہ ہے نہ تاویل کا وہم۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ امت میں اتفاقیہ ہے۔

عقیدۂ حاضر وناظر کی مخالفت کا تاریخی پس منظر

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۰۵۲ھ میں ہوا ہے اور آپ کے فرمان سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ ساڑھے دس سو سال تک حاضر وناظر کا عقیدہ بلا مخالفت چلا آیا ہے ۱۱۱۵ھ میں وہابیت نے جنم لیا ہے یعنی ابن عبدالوہاب پیدا ہوا۔ اور ۱۲۸۳ھ میں دیوبند میں وہابیوں کی درسگاہ کی بنیاد رکھی گئی۔ پھر یہ وہابی مسئلہ حاضر وناظر کے منکر ہوئے، گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے سے انکار تقریباً ۱۲۰ سال سے شروع ہوا ہے۔ پہلے کے تمام اہل ایمان اسی عقیدہ پر تھے۔

نوٹ مسئلہ حاضر وناظر پر سیر حاصل بحث اور منکرین کے اعتراضات کا مسکت جواب ہماری کتاب "تنویر الخواطر فی تحقیق الحاضر والناظر" میں ملاحظہ فرمائیں۔

گجراتی وہابی کی حماقت لکھتا ہے۔

فرقہ بریلویہ کے اعلیٰحضرتؒ کے ملفوظات حصہ دوم میں ہے:

سیدی احمد سلجماسی کی دو بیویاں تھیں، آپ کے مرشد سیدی عبدالعزیز دباغؒ نے فرمایا۔ کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری بیوی سے ہم بستری کی، یہ نہیں چاہیئے عرض کیا حضور وہ تو اس وقت سوتی تھی۔ فرمایا سوتی نہ تھی۔ سوتے میں جان ڈال لی تھی، عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا۔ فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا اس پر میں تھا۔ [1]

---

[1] :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۱۔

اس کے بعد وہابی صاحب لکھتے ہیں۔

اعتراض آخر میں اعلیٰ حضرت اجتہاد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں، معلوم ہوا شیخ کسی وقت بھی اپنے مرید سے جدا نہیں ہوتا، ہر آن ساتھ ہوتا ہے [۱]

اس کے بعد وہابی صاحب علیہ ماعلیہ فرماتے ہیں۔

بعض جاہل مولوی اور پیر مریدوں اور عوام سے پیسے بٹورنے کے لیے یہ کہتے ہیں۔ جمعرات کو روحیں آتی ہیں، اس روز حلوا پکانا چاہیئے، وہ اس سے خوش ہوتی ہیں۔ اور اسی طرح دیگر خرافات ان کو سنا کر جمعراتیں، دسویں، چالیسویں وغیرہ کھاتے ہیں حالانکہ فقہ حنفی کا مستند فیصلہ ہے۔

قَالَ عُلَمَاءُنَا مَنْ قَالَ اِنَّ اَرْوَاحَ الْمَشَائِخِ حَاضِرَةٌ تَعْلَمُ يُكَفَّرُ ۔ (فتاوی بزازیہ)

یعنی ہمارے علماء نے فرمایا، جو شخص کہے بزرگوں کی روحیں حاضر و ناظر ہوتی ہیں، تو وہ کافر ہے [۲]

جواب :۔ احمد سلجماسی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ایک عظیم الشان کتاب اَلْاِبْرِيْز عربی ص ۲۱ پر موجود ہے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ شیخ کسی وقت بھی مرید سے جدا نہیں ہوتا،" یہ کوئی ان ہونی بات نہیں بلکہ اس گجراتی وہابی کے دادا مرشد رشید احمد گنگوہی نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔

اعلحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تائید گنگوہی کے قلم سے

وہم مرید بیقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست۔ پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور است اما روحانیت او دور نیست، [۳]

---

[۱] :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۱،۳۲،۳۳ [۲] :۔ شجرہ بدعات ص ۳۲۔

[۳] :۔ امداد السلوک صفحہ ۹ ۔

ترجمہ :- مرید یہ بات بھی یقین کے ساتھ جان لے کہ روحِ شیخ ایک مکان میں پابند نہیں پس جہاں کہیں بھی مرید ہو دور یا نزدیک اگرچہ ذاتِ شیخ سے وہ دور ہے. لیکن شیخ کی رُوحانیت سے دور نہیں.

وہابیوں کے گرو کی عبارت سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ مشائخ کاملین کی ارواح اپنے مریدوں کے پاس ہر وقت حاضر و ناظر ہوتیں ہیں۔

باقی رہا مشائخ کی ارواح کے متعلق عقیدہ کہ وہ حاضر اور سب کچھ جانتی ہیں. سو یہ اسی وقت ہی کفر ہو گا. جب حضور اور علم دونوں کو ذاتی مانا جائے. ورنہ کفر نہیں.

مسئلہ بشریت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سوادِ اعظم اہل سنت کثرہم اللہ تعالےٰ کا عقیدہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسان ہیں لیکن بے مثل. ہمارا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان سمجھے وہ کافر ہے البتہ آپ کو اپنے جیسا انسان سمجھنا یقیناً بے ادبی اور گستاخی ہے۔

اُمت وھابیہ کا یہ ہی عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے ہی ایک انسان ہیں. ان کے والدین تھے. انہوں نے نکاح کیے. اُن کے اولاد ہوئی. وہ کھاتے تھے. پیتے تھے. سوتے تھے جاگتے تھے لہٰذا ہمارے اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں.

اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل نوری انسان تھے. انہوں نے جو کچھ بھی کیا وہ امت کی تعلیم کے لیے کیا. ہماری انسانیت کو آپ کی انسانیت سے کوئی بھی نسبت نہیں.

دلائل بے مثلیتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اوّل :- ابو اسحاق کہتے ہیں. ہمدان قبیلے کی عورت نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا ہے. میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ تعریف تو بیان کر عورت نے کہا. گویا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چودھویں رات کے چاند ہیں میں نے آپ سے پہلے اور بعد آپ کی مثل کوئی

نہیں دیکھا[1]

دوم :- علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے اور بعد آپ کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔

سوم :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی آپ کی مثل نہ دیکھا[2]

چہارم :- حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں لا یُریٰ مثلہ ابداً کبھی بھی آپ کی مثل نہ دیکھا گیا

پنجم :- ابن ابی حضرمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فما رأیت قبلہٗ ولا بعدہٗ مثلہٗ میں نے آپ کے مثل کبھی کوئی دیکھا ہی نہیں[3]

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا بقول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ششم :- محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل فرماتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ. لَمْ یَکُنْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ وَلَمْ یَقُمْ مَعَ شَمْسٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْؤُہٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَلَمْ یَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْؤُہٗ عَلٰی ضَوْءِ السِّرَاجِ[4]

ترجمہ :- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، اور جب کبھی آپ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے، آپ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہوتی، اور جب بھی کبھی آپ کسی چراغ کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب ہوتی۔

ہفتم :- علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ شرح الجامع الصغیر میں فرماتے ہیں۔

اِنَّہٗ کَانَ یُبْصِرُ مِنْ خَلْفِہٖ لِاَنَّہٗ کَانَ یَرٰی مِنْ کُلِّ جِھَۃٍ مِنْ حَیْثُ

---

[1] :- خصائص کبریٰ عربی مطبوعہ حیدر آباد جلد اصفحہ ۷۰ ، [2] :- خصائص کبریٰ عربی جلد اصفحہ ۷۳

[3] :- خصائص کبریٰ عربی اصفحہ ۷۴ ۔ [4] :- کتاب الوفا جز ۲ صفحہ ۴۰۷

كَانَ نُوْرًا كُلَّهٗ وَلِهٰذَا كَانَ لَا ظِلَّ لَهٗ ؎

ترجمہ:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے بھی دیکھتے تھے، اس لیے کہ آپ ہر طرف یکساں دیکھتے تھے، کیونکہ آپ سراپا نور ہیں، اسی لیے آپ کا سایہ نہ تھا۔

ہمارا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے مثل بے سایہ نوری انسان ہونے کا عقیدہ مندرجہ ذیل کتابوں میں موجود ہے۔

(۱) کتاب الشفاء جلد ا صفحہ ۳۶۸ (۲) نسیم الریاض شرح شفا جلد ۳ صفحہ ۲۸۲۔
(۳) شرح شفاء للقاری مکی رحمۃ اللہ علیہ جلد ا صفحہ ۷۵۳ (۴) نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۴۸۱۔
(۵) خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۶۸ (۶) المواہب اللدنیہ جلد ا صفحہ ۲۸۰۔
(۷) زرقانی شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۰ (۸) سیرۃ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۲۔
(۹) سیرۃ محمدیہ زینی دحلان مفتی مکہ بر حاشیہ سیرۃ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۳۵۔
(۱۰) اسعاف الراغبین بر حاشیہ مشارق الانوار صفحہ ۵۵۔
(۱۱) نور الابصار صفحہ ۳۲ (۱۲) تفسیر مدارک مطبوعہ لاہور جلد ۳ صفحہ ۳۲۹۔
(۱۳) مجمع البحار جلد ۳ صفحہ ۴۰۲ (۱۴) کشف الغمہ للشعرانی رحمۃ اللہ علیہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔
(۱۵) نعمۃ کبریٰ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۶۔ (۱۶) لغات الحدیث "کتاب نون" جلد ۶ صفحہ ۱۵۶ کالم ا سطر ۱ تا ۲، مؤلفہ وحید الزمان غیر مقلد۔

چیلنج

اگر کوئی وہابی یہ ثابت کر دے کہ مع صحابہ اکابرین امت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہا ہو۔ ایک حوالہ پر ایک صد روپیہ انعام دیا جائے گا

باقی جو قرآن مجید میں مذکور ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خود کو مثل لوگوں کے بشر کہتے رہے ہیں سو یہ از روئے تواضع تھا نہ کہ از روئے حقیقت۔

؎:۔ فیض القدیر جلد ا صفحہ ۱۷۳۔

بشریت مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

مذکورہ بالا مسئلہ بشریت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق۔

حضور جناب مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلقے ہیچ فرد از افراد عالم مناسبت نہ دارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نشاء عنصری از نور حق جل و علی مخلوق گشتہ است ماقال علیہ الصلوٰۃ والسلام خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ [1]

ترجمہ:۔ جاننا چاہیئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش دیگر تمام انسانوں کی پیدائش کی طرح نہیں۔ بلکہ جہان کے کسی فرد کو آپ سے کوئی مناسبت نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا۔ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

یہ واں بھیجڑی ٹولہ باوجود نقشبندی مجددی کہلانے کے مجدد پاک رضی اللہ عنہ کے عقائد کی مخالفت کرتا ہے۔

مسئلہ میلاد مبارک اور وہابی کی خیانت یعنی دجل و فریب [17]

گجراتی وہابی نے میلاد شریف کی ممانعت اور عدم جواز پر سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارت نقل کرنے میں پوری پوری یہودیت دکھائی ہے لکھتا ہے۔

مخدوما بخاطر فقیر مے رسد کہ تا سد ایں باب مطلق نہ کنند بوالہوس ممنوع نمے گردند۔ یعنی یہ سلسلہ بالکل ہی ختم ہونا چاہیئے [2]

گجراتی وہابی نے اول تو مجدد پاک کا فرمان پورا نقل ہی نہیں کیا اور جتنا نقل کیا ہے اسکا ترجمہ بھی پورا نہیں کیا۔ مذکورہ عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔

---

[1]:۔ مکتوبات دفتر سوم حصہ دوم مکتوب صدم صفحہ ۷۵ ۔ [2]:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۵ ۔

میرے مخدوم فقیر کے دل میں یہ خیال آتا ہے جب تک اس دروازے کو پوری طرح بند نہ کریں گے۔ بوالہوس لوگ باز نہ آئیں گے۔

میلاد شریف کے متعلق مجدد پاک رضی اللہ عنہ کا پورا مکتوب پڑھنے کے بعد مسئلہ کی حقیقت کھلتی ہے اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ بوالہوس لوگ کون ہیں۔

حضور جناب مجدد پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکمل مکتوب

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا مکتوب یہ ہے فرماتے ہیں،

اچھی آواز سے صرف قرآن مجید اور نعت و منقبت کے قصیدے پڑھنے میں کیا حرج ہے۔ منع تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے حرفوں کو تبدیل و تحریف کیا جائے اور مقامات نغمہ کا التزام کرنا اور الحان کے طریقے کے مطابق آواز بنانا۔ اور اس کے مطابق تالیاں بجانا جو شعر میں بھی جائز نہیں۔ اگر ایسے طریقہ سے مولود پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہو اور قصیدے پڑھنے میں شرائط مذکورہ نہ پائی جائیں اور اس کو بھی صحیح غرض سے تجویز کریں تو پھر (میلاد خوانی میں) کونسی رکاوٹ ہے [۱۸]

ثابت ہوا۔ کہ بوالہوسی یعنی نعت خوانی میں موسیقی کے ضابطوں کی پابندی، حروف قرآنی کی تحریف اور ساتھ ساتھ تالیاں بجانا ختم کرنا۔ مجدد رضی اللہ عنہ کا مقصود ہے نہ کہ محفل میلاد شریف آپ کے نزدیک ناجائز و حرام ہے جیسا کہ اُمتِ وہابیہ کا گمان باطل ہے۔

ایمان والو۔ مجدد رضی اللہ عنہ کے مکتوب کو بار بار پڑھو اور گجراتی خائن کی داد دو۔

فقیر کو تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ غلام اللہ پنڈوی، سرفراز گکھڑوی، عنایت اللہ گجراتی یہ تینوں خائنین کے گرو ہیں۔

مسئلہ ذکر بالجہر اور فتاوی خیریہ کی عبارت میں خیانت

یعنی دجل و فریب [۱۸]

---

۱۸ :- مکتوبات جلد ۳۔ مکتوب ۷۲۔

اعتراض وہابی لکھتا ہے۔
اِنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ حَرَامٌ بِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِمَنْ رَفَعَ صَوْتَہٗ
اِنَّکُمْ لَیْسَ تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا۔

ترجمہ:۔ اونچی آواز سے ذکر کرنا فرمانِ نبوی کے مطابق حرام ہے [۱]

جواب:۔ یہاں پر وہابی نے جو عبارت فتاویٰ خیریہ سے نقل کی ہے یہ قول صاحب فتاویٰ کا نہیں بلکہ بطور اعتراض اس کو ذکر کر کے اس کا جواب دیتے ہیں ملاحظہ ہو اصل عبارت۔

علامہ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔
فَاِنْ قُلْتَ صَرَّحَ فِی الْخَانِیَۃِ بِاَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ حَرَامٌ لِقَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَنْ رَفَعَ صَوْتَہٗ بِالذِّکْرِ اِنَّکَ لَا تَدْعُوْا اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا۔ وَقَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ الذِّکْرِ الْخَفِیُّ لِاَنَّہُ اَبْعَدُ مِنَ الرِّیَاءِ وَاَقْرَبُ اِلَی الْخُضُوْعِ مَحْمُوْلٌ عَلَی الْجَھْرِ الْفَاحِشِ الْمُضِرِّ [۲]

ترجمہ:۔ پس اگر تو کہے کہ فتاویٰ خانیہ میں تصریح ہے کہ بلند آواز سے ذکر حرام ہے بوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے جو آپ نے بلند آواز سے ذکر کرنے والے کو کہا کہ تو کوئی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا ذکر خفی بہتر ہے کیونکہ وہ ریا سے دور اور خضوع کے قریب تر ہے۔ اس سے وہ ذکر جہر مراد ہے جو از حد بلند آواز سے اور تکلیف دینے والا ہو۔

علامہ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ ہی کر دیا کہ فقہا کی عبارتوں میں جس ذکر بالجہر کو حرام یا ممنوع کیا گیا ہے وہ ایسا ذکر ہے جو گلا پھاڑ پھاڑ کر کیا جائے۔ ایسا ذکر بیشک تکلیف دہ بھی ہے۔

ازروئے فتاویٰ خیریہ ذکر بالجہر جائز ہے

فتاویٰ خیریہ میں اسی مقام پر ہے۔

---

[۱] :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۵ [۲] :۔ فتاویٰ خیریہ بہامش حامدیہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱ ۔

اَمَّا رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ فَجَائِزٌ۔ بلند آواز سے ذکر بالکل جائز ہے۔ ۱؎

یہی صاحب فرماتے ہیں۔

اِنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ لِرَافِعِیْ اَصْوَاتِھِمْ بِالتَّکْبِیْرِ اِرْبِعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اَنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا یَحْتَمِلُ اَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ فِی الرَّفْعِ مَصْلِحَۃٌ۔ ۲؎

ترجمہ:۔ اور یہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آوازوں سے تکبیر کہنے والوں کو فرمایا اپنے نفسوں پر نرمی کرو، تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے۔ اس فرمان میں یہ احتمال ہے کہ اس وقت آوازیں بلند کرنے میں کوئی مصلحت نہ تھی۔

ذِکر بالجہر اور علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ

وہابی لکھتا ہے کہ علی قاری لکھتے ہیں۔

قَدْ نَصَّ بَعْضُ عُلَمَائِنَا بِاَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ فِی الْمَسْجِدِ وَلَوْ بِالذِّکْرِ حَرَامٌ۔

ترجمہ: یعنی ہمارے بعض علماء نے تصریح کے ساتھ یہ حکم بیان کیا ہے کہ مسجد میں آواز بلند کرنا اگرچہ ذکر کے ساتھ ہو حرام ہے۔ ۳؎

میں کہتا ہوں علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا کہ ہمارے بعض علماء نے کہا ہے "سو یہ ذکر بالجہر کی ممانعت کے لیے کافی نہیں۔ کیونکہ جمہور علماء اس بعض کے خلاف ہیں بعض کا قول وہاں معتبر ہوتا ہے، جہاں جمہور کے خلاف نہ ہو۔

۲:۔ علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی ذکر بالجہر کی حرمت کے خلاف ہیں۔

مشکوٰۃ شریف باب الوتر ص ۱۱۲ پر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وتروں کا سلام پھیرتے تو تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ کہتے۔ دو مرتبہ آہستہ اور تیسری مرتبہ یرفع صوتہ

۱؎:۔ فتاویٰ خیریہ برحاشیہ حامدیہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۲ سطر ۱۲۔ ۲؎:۔ خیریہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۲۔
۳؎:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۵۔

اپنی آواز بلند فرماتے۔ اس حدیث شریف کی شرح میں علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔
هٰذَا يَدُلُّ عَلٰى جَوَازِ الذِّكْرِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بَلْ عَلَى الْاِسْتِحْبَابِ ..... وَبَعْضُ الْمَشَائِخِ يَخْتَارُ اِخْفَاءَ الذِّكْرِ لِاَنَّهٗ اَبْعَدُ مِنَ الرِّيَاءِ وَهٰذَا مُتَعَلِّقٌ بِالنِّيَّةِ۔ ؎۱

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسری مرتبہ آواز کو بلند فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ بلند آواز سے ذکر جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ بعض مشائخ نے اخفاءِ ذکر کو پسند کیا ہے کیونکہ یہ ریا سے دور ہے۔ لیکن اس کا تعلق نیت سے ہے۔

گجراتی وہابی، کبیری شرح منیۃ المصلی کے حوالے سے لکھتا ہے

وَلِاَبِيْ حَنِيْفَةَ اَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِذِكْرٍ بِدْعَةٌ مُخَالِفُ الْاَمْرِ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۔ ؎۲

ترجمہ: حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بلند آواز کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے خدا تعالیٰ کے ارشاد کے خلاف ہے۔

کبیری شرح منیہ کی عبارت میں خیانت یعنی دجل فریب ۱۹

کبیری کی عبارت نقل کرنے میں گجراتی وہابی نے پوری پوری یہودیت دکھائی ہے۔
کبیری میں حضرت علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور صاحبین میں اس بات میں اختلاف ہے کہ عید الفطر کے روز نمازی تکبیرات بلند آواز سے کہیں یا آہستہ۔ صاحبین بلند آواز سے کہنے کے قائل ہیں اور ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اخفاء کے قائل ہیں، علامہ حلبی مرحوم نے فریقین کے دلائل نقل کرتے ہوئے لکھا ہے ولابی حنیفۃ ان رفع الصوت بالذکر بدعۃ مخالف الامر فی قولہ تعالیٰ واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخفیۃ۔ اھ یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رفع الصوت بالذکر کو مذکورہ آیت

؎۱: مرقات شرح مشکوٰۃ مطبوعہ پاکستان جلد ۳ صفحہ ۱۰۲۔ ؎۲: کبیری ص ۵۶۶، شجرہ بدعات صفحہ ۳۵۔

کے خلاف سمجھتے ہوئے طریقہ جدیدہ قرار دیتے ہیں۔ آخر میں علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود فیصلہ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

وَالَّذِیْ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ الْخِلَافُ فِیْ اِسْتِحْبَابِ الْجَهْرِ وَعَدَمِهٖ لَا فِیْ کَرَاهَتِهٖ وَعَدَمِهَا فَعِنْدَهُمَا یَسْتَحِبُّ الْجَهْرُ وَعِنْدَهٗ الْاِخْفَاءُ اَفْضَلُ۔[1]

ترجمہ:۔ جو بات مناسب ہے وہ یہ ہے کہ فریقین میں اختلاف ذکر بالجہر کے مستحب اور غیر مستحب ہونے میں ہے نہ کہ مکروہ یا عدم مکروہ میں۔ پس صاحبین کے نزدیک ذکر بالجہر مستحب ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اخفاء بہتر ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیصلہ علامہ شامی نے بھی یہ فیصلہ دیا ہے فرماتے ہیں۔

وَالْخِلَافُ فِی الْاَفْضَلِیَّةِ اَمَّا الْکَرَاهَةُ فَمُنْتَفِیَةٌ عَنِ الطَّرَفَیْنِ۔[2]

ترجمہ:۔ صاحبین اور امام اعظم ذکر بالجہر اور اخفاء کی افضلیت میں مختلف ہیں اور کراہۃ کا طرفین سے کوئی بھی قائل نہیں۔

ذکر بالجہر کے متعلق سیدنا مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ سرہندی کی عبارت میں خیانت یعنی دجل و فریب[2]

گمراہ وہابی لکھتا ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ذکر جہر را بدعت دانستہ منع آں فرمودہ اند

ذکر بالجہر کو بدعت جانتے ہوئے اس سے منع فرمایا۔[3]

مکتوبات کی عبارت نقل کرنے میں خوب دجل سے کام لیا ہے پوری عبارت ملاحظہ ہو۔

ذکر جہر را بدعت دانستہ منع آں فرمودہ اند و ثمرات کہ برآں مرتب شود التفات بآں نمودہ۔[4]

ترجمہ:۔ ذکر جہر کو طریقہ جدیدہ سمجھتے ہوئے اس سے منع فرمایا اور ذکر جہر کے تمام فائدوں کو

---

[1]:۔ کبیری صفحہ ۶۱۴ مطبوعہ لاہور ۱۲۸۳ھ۔ [2]:۔ فتاوی شامی جلد ۱ صفحہ ۵۸۲۔

[3]:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۶۔ [4]:۔ مکتوبات تقطیع کلاں جلد اول مکتوب ۲۶۶ صفحہ ۱۶۸

نظر انداز کر دیا۔

معلوم ہوا کہ مشائخ نقشبندیہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک ذکر جہر اگرچہ بدعت ہے مگر حسنہ ہے کیونکہ بدعت ضلالہ سے کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ سلسلہ نقشبندیہ کے علاوہ دیگر سلاسل جو ذکر جہر کرتے ہیں، وہ ذکر جہر پر مرتب ہونے والے تمام ثمرات سے محظوظ ہوتے ہیں۔

٢١ مسئلہ صلاۃ وسلام بر خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم اور دجل وفریب

گجراتی وہابی لکھتا ہے۔

اعتراض حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں مؤذن تھے۔ کہیں ثابت نہیں کہ انہوں نے یہ پڑھا ہو۔ نہ ہی خلفائے راشدین کے زمانہ میں یہ رسم تھی۔ بلکہ بزرگوں سے سنا ہے کہ یہ درود تو حال ہی میں ایجاد ہوا ہے بعض پرانے لوگ تو کہتے ہیں کہ ہمارے بچپن کے زمانے میں درود ہرگز موجود نہ تھا۔[١]

جواب:۔ صلاۃ وسلام کے متعلق تمام اُمتِ وہابیہ کی زبان پر یہی باتیں ہیں۔

اس گجراتی وہابی سے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ

١:۔ کیا عدم ثبوت عدم وقوع کو مستلزم ہے؟

٢:۔ کیا کسی کام کا کار خیر ہونے کے لیے اس کا معمول بہ ہونا شرط ہے؟

٣:۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے لیے کسی زمان ومکان یا ہیئت کی پابندی ہے؟

- عدم ثبوت عدم وقوع کو مستلزم بھی نہیں۔
- کسی کام کا کار خیر ہونے کے لیے معمول بہ ہونا شرط بھی نہیں۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام پڑھنے کے لیے زمان ومکان کی پابندی بھی نہیں۔

جب یہ سب کچھ نہیں تو وہابیوں کی ٹیں ٹیں چہ معنی دارد۔

١:۔ شجرہ بدعات صفحہ ٣٦۔

باقی رہا وہابیوں کے بزرگوں کا یہ کہنا کہ یہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ حال ہی میں ایجاد ہوا ہے سو یہ وہابیوں کے وڈیروں کی جہالت ہے۔

الصلوٰۃ والسّلام علیک یا رسول اللہ کی تصدیق شیخ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلم سے

صاحب تفسیر روح البیان شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۳۷ھ نے تفسیر روح میں تحریر کیا ہے۔

الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔

الصلاۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ۔

الصلاۃ والسلام علیک یا خلیل اللہ۔[1]

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اسماء صفاتیہ کا ذکر کیا ہے۔

وہابی صاحب تمہارے بزرگوں کا تو ابھی تخم بھی نہ تھا جب اسی مردِ کامل رضی اللہ عنہ نے یہ درود شریف لکھا تھا۔ دیوبندی وہابیوں کا مدرسہ قائم ہونے سے تقریباً ۱۵۰ سال قبل یہ درود شریف پڑھا گیا۔

لو وہابیو! تمہارے ہی گھر سے یہ درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ نکال کر دکھا دیتے ہیں تمام دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ لکھتے ہیں۔

الصّلوٰۃ والسّلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے کا ثبوت تمام دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب کے قلم سے

عشاء کی نماز کے بعد کامل طہارت کے ساتھ نیا کپڑا پہن کر خوشبو لگا کر نہایت ادب سے

---

[1] تفسیر روح البیان ج ۷ صفحہ ۲۳۵

مدینہ منورہ کی طرف منہ کرکے بیٹھے۔ اور جناب الٰہی میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی التجا کرے اور دل کو تمام خطروں سے خالی کرکے آنحضرت کی صورت کا اس طرح خیال کرے۔ گویا آپ بہت سفید کپڑے پہنے سبز عمامہ باندھے ہوئے کرسی پر بیٹھے ہیں اور چہرہ مبارک آپ کا چاند کی طرح چمک رہا ہے۔ اور دائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اور بائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ اور دل میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی خوب ضربیں لگائے۔ [۱] الی آخرہ۔

تف ہے ان وہابیوں پر جو صلوٰۃ وسلام کو آج کل کی ایجاد کہتے ہیں۔

اذان میں انگوٹھے چومنا اور دجل وفریب [۲۲]

گجراتی وہابی کی خباثت ملاحظہ فرمائیں لکھتا ہے۔

اعتراض بدعتی لوگ اذان میں حضور علیہ السلام کا نام سن کر انگوٹھے چومتے ہیں۔ حالانکہ اس کی بھی شریعت مطہرہ میں کوئی اصل نہیں اور جو احادیث اس کے اثبات میں بیان کرتے ہیں سب موضوع اور جعلی اور من گھڑت ہیں چنانچہ امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔

اَلْاَحَادِیْثُ الَّتِیْ رُوِیَتْ فِیْ تَقْبِیْلِ الْاَنَامِلِ وَجَعْلِهَا عَلَى الْعَيْنَيْنِ عِنْدَ سَمَاعِ اِسْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُؤَذِّنِ فِیْ كَلِمَةِ الشَّهَادَةِ كُلُّهَا مَوْضُوْعَاتٌ۔ [۲]

ترجمہ:۔ وہ حدیثیں جن میں مؤذن سے کلمۂ شہادۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنتے کے وقت انگلیاں چومنے اور آنکھوں پر رکھنے کا ذکر آیا ہے۔ وہ سب موضوع اور جعلی ہیں۔

اور ایک روایت حضرت خضر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں۔ امام بیہقی ایک مقام پر اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ قَوْمٌ مَجْهُوْلُوْنَ وَلَمْ يُكَلِّفْنَا اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْ نَاْخُذَ دِيْنَنَا عَمَّنْ لَا نَعْرِفُهُ۔ [۳]

---

[۱]:۔ ضیاء القلوب مترجم معہ فارسی عبارت مطبوعہ دہلی ۱۹۲۷ء صفحہ ۸۳۔

[۲]:۔ تیسیر المقال للسیوطی بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۳۷ [۳]:۔ کتاب القراۃ صفحہ ۱۲۷۔

ترجمہ :۔ کہ اس سند میں کئی راوی مجہول ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس کا مکلف نہیں ٹھہرایا کہ اپنا دین مجہول راویوں سے اخذ کریں [1]

تمام ہوئی اس مسئلے میں گجراتی وہابی کی عبارت۔

جواب :۔ پوری دنیائے اسلام میں سے کسی بھی صحیح العقیدہ مسلمان نے انگوٹھے چومنے والی احادیث کو موضوع نہیں کہا۔ گجراتی وہابی نے جلال الملت والدین سیدی سیوطی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ باندھا ہے۔ سیدی سیوطی رضی اللہ عنہ کی تالیفات اور تصنیفات کی فہرست بارہ صفحات پر مشتمل عربی میں چھپی ہوئی فقیر راقم الحروف کے کتب خانہ میں موجود ہے اس میں تیسیر المقال نام کی کوئی کتاب نہیں ہے اسی لیے وہابی پورا حوالہ نہیں دے سکا۔

اب انگوٹھا چومنے والی حدیث کے متعلق حفاظ حدیث کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں

۱ : امام سخاوی المتوفی ۹۰۲ھ فرماتے ہیں ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ اَنَّهٗ لَمَّا سَمِعَ قَوْلَ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ هٰذَا وَقَبَّلَ بَاطِنَ الْاُنْمُلَتَيْنِ وَمَسَحَ عَيْنَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ مِثْلَهٗ مَا فَعَلَ خَلِيْلِيْ فَقَدْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ وَلَا يَصِحُّ [2]

ترجمہ :۔ محدث دیلمی نے اپنی کتاب میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ جب ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے اذان میں مؤذن کی زبان سے اشہد ان محمد رسول اللہ سنا تو آپ نے اپنی انگلیوں کو اندرونی طرف سے چوم کر آنکھوں پر پھیرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو ایسا کریگا جیسا میرے محبوب ابوبکر نے کیا ہے، اس کے لیے میری شفاعت ثابت ہوئی۔ یعنی وہ میری شفاعت سے ہرگز محروم نہ ہوگا۔ اس کے بعد محدث دیلمی نے فرمایا۔ یہ حدیث صحیح نہیں۔ لا یصح کی حقیقت کو امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح فرما دیا لکھتے ہیں۔

---

۱ :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۷۔ ۲ :۔ المقاصد الحسنہ صفحہ ۳۸۴ سطر ۵۔

وَلَا يَصِحُّ فِي الْمَرْفُوعِ مِنْ كُلِّ هٰذَا شَيْئٌ۔
یعنی یہ حدیث یا اسی باب میں جو حدیث بیان ہوتی ہے وہ صحیح مرفوع نہیں۔ یعنی حدیث موقوف ہے۔

۲۔ علامہ محمد طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۸۶ھ فرماتے ہیں۔

• سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث لفظ بہ لفظ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ وَلَا يَصِحُّ[1]

۳۔ اہلسنت احناف کے مسلّم امام سیدی علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اسی مذکورہ بالا حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا يَصِحُّ یعنی امام سخاوی نے فرمایا ہے کہ حدیث صحیح نہیں۔ اس کے بعد علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كُلُّ مَا يُرْوٰى فِيْ هٰذَا فَلَا يَصِحُّ رَفْعُهُ اَلْبَتَّةَ قُلْتُ وَاِذَا ثَبَتَ رَفْعُهُ اِلَى الصِّدِّيْقِ فَيَكْفِي الْعَمَلُ بِهِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ[2]

ترجمہ:۔ انگوٹھے چومنے کے متعلق جو کچھ روایت کیا گیا ہے وہ یقیناً صحیح مرفوع نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جب یہ فعل ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ تک مرفوع ثابت ہے تو عمل کے لیے اتنا ہی کافی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لازم پکڑو میری اور خلفاء راشدین کی سنت کو۔

۴۔ غیر مقلدوں کا امام علامہ شوکانی المتوفی ۱۲۵۵ھ لکھتا ہے رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا قَالَ ابْنُ طَاهِرٍ

---

[1] تذکرۃ الموضوعات صفحہ ۳۴ سطر ۔ [2] موضوعات کبیر صفحہ ۱۸۸ سطر ۱۲

فِی التَّذکِرَۃِ لَا یَصِحُّ۔

ترجمہ:۔ انگوٹھے چومنے کے متعلق محدث دیلمی نے مسند الفردوس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ مگر ابن طاہر پٹنی نے تذکرۃ میں کہا ہے کہ لا یصح یہ رفع صحیح نہیں ہے۔[1]

۵۔ شیخ عبدالرحمن بن محمد مفتی بیروت المتوفی ۱۲۵۶ھ کی شہادت

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا خضر علیہم السلام کی روایت نقل کرکے کہتے ہیں۔
کُلُّ ذَالِکَ لَمْ یَصِحّ یعنی ان احادیث کا مرفوع ہونا صحیح نہیں ہے۔[2]

فقہاء کرام احناف رضی اللہ عنہم کی شہادتیں

۱۔ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عمل کو مستحب لکھا ہے۔[3]

۲۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو مستحب فرمایا ہے۔[4]

۳۔ فقیہہ شمس الدین محمد خراسانی رحمۃ اللہ علیہ اس فعل کے استحباب کے قائل ہیں۔[5]

۴۔ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں۔

فَقَدْ وَرَدَ ذَالِکَ فِیْ اَحَادِیْثُ مَرْفُوْعَۃٍ وَّمَوْقُوْفَۃٍ کُلُّھَا ضَعِیْفَۃٌ وَلَا یَصِحُّ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ حَدِیْثٌ مَرْفُوْعٌ فَمِنْ ثَمَّ صَرَّحَ بَعْضُ الْفُقَھَاءِ بِاِسْتِحْبَابِہٖ فِیْ اَذَانِ عِنْدَ الشَّھَادَ تَیْنِ لِاَنَّ الْحَدِیْثَ الضَّعِیْفَ یَکْفِیْ فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ۔[6]

ترجمہ:۔ انگوٹھے چومنے کے متعلق مرفوع اور موقوف احادیث آئی ہیں لیکن وہ سب ضعیف ہیں اس کے بارے میں کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں۔ اسی لیے بعض فقہاء نے اس کے استحباب کا قول کیا۔ اس لیے کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف کفایت کرتی ہے۔

---

[1]:۔ فوائد المجموعہ فی بیان احادیث الموضوعہ صفحہ ۹ سطر ۲۔ [2]:۔ اسنی المطالب فی احادیث مختلفۃ المراتب صفحہ ۲۰۰۔

[3]:۔ حاشیہ علی مراقی الفلاح صفحہ ۱۲۲۔ [4]:۔ فتاویٰ شامی جلد ۱ صفحہ ۲۷۹۔

[5]:۔ جامع الرموز صفحہ ۸۔ [6]:۔ السعایۃ مطبوعہ لاہور جز ۲ صفحہ ۶ سطر ۲۵۔

ثابت ہوا کہ جن اکابرین اہل سنت نے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ ان میں سے ایک شخص بھی انگوٹھے چومنے والی روایات کے موضوع ہونے کا قائل نہیں۔ یہ صرف گجراتی وہابی کا ہی دجل ہے۔

مسئلہ ذبح لغیر اللہ اور وہابی کا دجل و فریب ۲۳

اعتراض وہابی لکھتا ہے :۔ خاتم المحدثین حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

در حدیث صحیح وارد شدہ کہ ملعون من ذبح لغیر اللہ یعنی ہر کہ بذبح جانور تقرب بغیر خدا نماید ملعون است خواہ در وقت ذبح نام خدا بگیرد یا نہ زیرا کہ چون شہرت داد کہ ایں جانور برائے فلاں است ذکر نام خدا بوقت ذبح فائدہ نکرد چہ آں جانور منسوب باں غیر گشت و خبثے درد پیدا شدہ کہ زیادہ از خبث مردار است و ہر گاہ ایں خبث در وے سرایت کرد۔ ہر گاہ بذکر نام خدا حلال نمے شود و مانند سگ و خوک کہ اگر بنام خدا مذبوح شوند حلال نمے گردد (فتاوی عزیزی)

ترجمہ :۔ صحیح حدیث میں وارد ہے جو شخص کسی جانور کے ذبح کرنے سے اللہ کے سوا دوسرے کا تقرب چاہیئے۔ وہ ملعون ہے خواہ ذبح کے وقت اس پر خدا کا نام ہی کیوں نہ لیے۔ کیونکہ جب اس نے اسے کسی دوسرے کے نام زد کر دیا۔ تو اب بوقت ذبح خدا کا نام لینا بالکل بیکار ہے اب اسی نام زدگی سے اس جانور میں وہ پلیدی آگئی ہے۔ جو مردار سے بھی بدتر ہے اب اس کے بعد خدا کا نام لینے سے وہ حلال نہ ہوگا جیسے کہ کتا اور سؤر کو اگر اللہ کا نام لے کر بھی ذبح کریں۔ تو وہ حلال نہیں ہونگے۔

۲۔ وَلَوْ ذَكَرَ اسْمَ اللهِ تَعَالٰى (رد مختار بر حاشیہ شامی جلد ۵ ص ۲۱۷)

تمام ہوئی عبارت دجال گجراتی کی [۱]

جواب :۔ اس مسئلہ میں وہابی نے شاہ عبد العزیز صاحب کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں

---

[۱] :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۲۳۸ ۔

دو باتیں غور طلب ہیں۔

پہلی بات شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کا یہ کہنا جو شخص کسی غیر خدا کے تقرب کے لیے جانور ذبح کرے وہ ملعون ہے یہ حکم بالکل درست ہے اور یہ شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم کا فیصلہ نہیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور ہماری سر آنکھوں پر۔ لیکن اسی ارشاد نبوی کی یہ وضاحت ہے جس کو خوب غور سے ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔

اسلام کا یہ عظیم الشان قاعدہ کلیہ ہے کہ جس طرح مخلوق میں کسی کی عبادت کو اللہ تعالےٰ کے قرب کا ذریعہ بنانا حرام ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کو کسی مخلوق کے قرب کا ذریعہ بنانا بھی ممنوع ہے۔ جیسا کہ مشرکین کا قول قرآن مجید نے نقل کیا ہے۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى

یعنی مشرک کہتے ہیں کہ بتوں کی عبادت سے ہمارا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا ہے۔ لہٰذا مخلوق کی عبادت سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حرام ٹھہرا۔ اسی طرح اللہ کی عبادت سے مخلوق کا تقرب حرام ثابت ہوا۔ چونکہ بسم اللہ اکبر کہہ کر حلال جانور کو ذبح کرنا اللہ کی عبادت ہے، اس سے مخلوق کے کسی فرد کی نزدیکی چاہنا حرام ہے۔ اس کا کوئی ایماندار بھی منکر نہیں۔

دوسری بات شاہ عبدالعزیز صاحب کا یہ کہنا کہ جانور کسی بزرگ کے نامزد کرنے سے ہی ایسا حرام ہو جاتا ہے جیسا کتا اور خنزیر۔ سو بات بالکل لغو ہے مجھے یقین ہے کہ یہ نمبر ۲ بات شاہ صاحب کی نہیں یہ وہابیہ کا تصرف ہے۔ اس دعویٰ کے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل نمبر ۱ شاہ عبدالعزیز دہلوی صاحب کی خدمت میں یہ سوال پیش ہوا تھا کہ معنیٰ آیۃ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا کیا ہے اور مصداق اس آیت کا کیا ہے؟ مسؤلہ آیت کا ترجمہ اور مصداق جو فتاویٰ عزیزی میں ہے یہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے والد ولی اللہ صاحب کے ترجمہ کے بھی خلاف ہے۔ مذکورہ بالا آیت قرآن مجید میں چار مقام پر ہے

نمبر ۱ پ۲ البقرہ رکوع نمبر ۲۱ آیت نمبر ۱۷۳۔ نمبر ۲ پ۶ المائدہ رکوع نمبر ۱ آیت نمبر ۳۔

نمبر ۳ پ۸ الانعام ″ نمبر ۱۸ آیت نمبر ۱۴۶۔ نمبر ۴ پ۱۴ النحل رکوع نمبر ۱۵ آیت نمبر ۱۱۵

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے چاروں مقاموں پر یہی ترجمہ کیا ہے برائے غیر خدا آواز بلند کردہ شود وقت ذبح اور (ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ)

"یعنی وہ جانور حرام ہے جسے ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے۔"

اب ناظرین حضرات غور فرمادیں کہ باپ تو کہتا ہے کہ اگر ذبح کے وقت جانور پر غیر خدا کا نام لیا جائے۔ تو جانور حرام ہو جاتا ہے۔ اور بیٹا یہ کہے کہ صرف کسی کے نامزد کر دینے سے ہی حرام ہو جاتا ہے۔ فیصلہ کرو۔ باپ اور بیٹا دونوں میں سے کون قرآن مجید کا فہم رکھتا ہے۔ وہابیہ کے نزدیک تو دونوں میں سے ایک ضرور قرآن مجید سے جاہل ہے لیکن ہم تو ایسا کہنے کی جرأت نہیں کرتے بلکہ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ باپ، بیٹا دونوں ہی قرآن مجید کا فہم رکھنے والے ہیں۔ لہٰذا فتاویٰ عزیزیہ کی یہ عبارت شاہ صاحب کی نہیں بلکہ وہابیہ کی کارکردگی ہے۔

دلیل ۲ وہابیہ کو یہ بات بھی تسلیم ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی حنفی محدث ہیں۔ اور حنفیوں کے مسلم امام امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "کتاب الاثار" میں یہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں۔

مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِیْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ اَنَّهٗ سَمّٰی شَاةً مِّنْ غَنَمِهٖ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَوْصٰی بِهَا جَارِیَةً كَانَتْ فِی الْغَنَمِ فَكَانَ یَتَعَاهَدُهَا وَیَنْظُرُ اِلَیْهَا كُلَّمَا اَتَی الْغَنَمَ[1] (الحدیث)

ترجمہ: عبداللہ بن رواحہ (صحابی) سے روایت ہے کہ اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامزد کی ہوئی تھی۔ اور اپنی لونڈی کو جو بکریوں کی دیکھ بھال کرتی تھی یہ نصیحت کی ہوئی تھی۔ کہ اس بکری کا خوب خیال رکھے۔ اور خود بھی جب کبھی بکریوں میں جاتے تو اس نامزد کی ہوئی بکری کو خوب دیکھتے۔ اب ان وہابیوں سے پوچھو کہ صحابی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیا حکم جڑو گے۔

گجراتی وہابی نے اس مسئلہ میں درمختار کا جو جملہ نقل کیا ہے۔ و لو ذکر اسم اللہ

[1] کتاب الاثار باب الایمان حدیث ۱۸

اس کے نقل کرنے میں بھی پورا پورا دجل سے کام لیا ہے۔ درمختار میں جہاں سے مذکورہ جملہ نقل کیا گیا ہے۔ وہاں پر بزرگوں کو ایصال ثواب کے لیے جانور ذبح کرنے کی بحث کا نام ونشان تک نہیں، ہم درمختار کی پوری عبارت نقل کر دیتے ہیں تاکہ گجراتی وہابی کا دجل خود بخود قارئین کی سمجھ میں آجائے۔

ذُبِحَ لِقُدُوْمِ الْاَمِیْرِ وَنَحْوِهٖ کَوَاحِدٍ مِّنَ الْعُظَمَاءِ یَحْرُمُ لِاَنَّهٗ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ وَلَوْ ذُکِرَ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَوْ ذُبِحَ لِلضَّیْفِ لَا یَحْرُمُ لِاَنَّهٗ سُنَّةُ الْخَلِیْلِ وَاِکْرَامُ الضَّیْفِ اِکْرَامُ اللّٰهِ وَالْفَارِقُ اَنَّهٗ اِنْ قَدَّمَهَا لِیَاْکُلَ مِنْهَا کَانَ الذَّبْحُ لِلّٰهِ وَالْمَنْفَعَةُ لِلضَّیْفِ۔[1]

ترجمہ:۔ اگر کسی امیر اور ایسے ہی کسی عظمت والے انسان کی آمد پر محض تعظیماً جانور ذبح کیا۔ تو وہ حرام ہے کیونکہ یہ مااُھِلَّ لِغیرِاللہ کے حکم میں داخل ہے اگرچہ ایسے جانور کو اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے ذبح کیا جائے۔ اگر مہمان کی آمد پر ذبح کیا تو حرام نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سُنّت ہے اور یہ بھی کہ مہمان کی عزت اللہ تعالیٰ ہی کی عزت ہے تعظیماً ذبح کرنے اور مہمان کے لیے ذبح کرنے میں یہ فرق ہے کہ گوشت کھانے کے لیے مہمان کی خدمت میں پیش ہوتا، کہ وہ اسے کھائے۔ اس صورت میں ذبح اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا۔ اور مذبوح مہمان کے نفع کے لیے۔ دوسری صورت میں گوشت آنے والے کی خدمت میں پیش کرنا مقصود نہ ہو، صرف غیر خدا کی تعظیم مقصود ہو۔ تو حرام ہو جائے گا۔

یہ ہے درمختار کی پوری عبارت۔ جس سے اہلسنت کے علماء کی تائید ہوتی ہے کہ ذبح اللہ تعالیٰ کے لیے کرتے ہیں، اور مذبوح یعنی گوشت، چربی، کھال وغیرہ کا نفع فقراء اور مساکین کے لیے ہوتا ہے۔ اور اس نفع کا اجر و ثواب اپنے کسی بزرگ کی خدمت میں پیش ہوتا ہے۔ دنیا میں ایک بھی صاحب عقل سلیم ایسا نہیں جو اس مذکورہ صورت کی حرمت کا قائل ہو۔

مسئلہ سماع موتیٰ اور گجراتی وہابی کی چارحیثیت یعنی دجل وفریب ۲۴

[1]:۔ درمختار برحاشیہ شامی جلد ۵ صفحہ ۲۰۲ مطبوعہ مصر۔

اعتراض وہابی لکھتا ہے بعض جاہلوں کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ ہم جو کچھ بزرگوں کی قبروں پر جاکر کرتے ہیں وہ دیکھتے ہیں اور جو ندائیں ہم ان کو دیتے ہیں وہ سنتے ہیں میرے نزدیک شرک کی یہ پہلی سیڑھی ہے۔
خدا تعالیٰ نے سرے سے اس عقیدہ ہی کی نفی کر دی تا کہ شرک کا دروازہ ہی بند ہو جائے فرمایا۔ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ [۱]
ترجمہ:۔ اور اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو پکارتا ہے اللہ کے سوا ان کو جو نہیں پہنچ سکتے اس کی پکار کو دن قیامت تک اور وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔ اس آیت شریفہ میں لفظ من دون اللہ آیا ہے اور یہ اللہ کے سوا سب کو شامل ہے چاہے نبی ہوں۔ ولی ہوں، شہید ہوں پیر ہوں، فقیر ہوں سب ان کی دعاؤں سے غافل اور بے خبر ہیں [۲]

جواب:۔ اس بددین کی پہلی بات کہ بعض جاہلوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء اولیا بعد از وصال اپنے پکارنے والوں کی پکار سنتے ہیں اور ان کو دیکھتے ہیں، اس بکواس کی زد میں کون کون آتا ہے ملاحظہ ہو۔

۱۔ سیدی علی بن برہان الدین حلبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهٗ اِذَا اَنَا مِتُّ وَفَرَغْتُمْ مِنْ جِهَازِیْ فَاحْمِلُوْنِیْ حَتّٰى تَقِفُوْا بَابَ الْبَیْتِ الَّذِیْ فِیْهِ قَبْرُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقِفُوْا بِالْبَابِ وَقُوْلُوْا السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا اَبُوْبَكْرٍ یَسْتَاْذِنُكَ فَاِنْ اَذِنَ لَكُمْ بِاَنْ نُّفْتَحَ الْبَابُ وَكَانَ الْبَابُ مُغْلَقًا بِقُفْلٍ فَادْخِلُوْنِیْ وَادْفِنُوْنِیْ وَاِنْ لَّمْ یُفْتَحِ الْبَابُ فَاَخْرِجُوْنِیْ اِلَى الْبَقِیْعِ وَادْفِنُوْنِیْ بِهٖ فَلَمَّا وَقَفُوْا عَلَى الْبَابِ وَقَالُوْا مَا ذُكِرَ سَقَطَ الْقُفْلُ وَانْفَتَحَ الْبَابُ وَسُمِعَ هَاتِفٌ مِنْ دَاخِلِ

۱:۔ احقاف پ ۲۶ آیت ۵۔ ۲:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۹۔

اَلْبَیْتَ اُدْخُلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ فَاِنَّ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ مُشْتَاقٌ۔ ؎۱

ترجمہ: جب سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا۔ آپ نے حاضرین کو وصیت کی، کہ جب میرا وصال ہو جائے اور تم غسل و کفن دے کر فارغ ہو جاؤ۔ تو مجھے اٹھا کر اس مکان کے دروازہ کے سامنے لے جا کر رکھ دینا جس مکان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار اقدس ہے اور خود دروازے پر کھڑے ہو کر عرض کرنا السلام علیک یارسول اللہ ﷺ ابوبکر آپ سے اجازت کے طالب ہیں۔ پس اگر بایں صورت اجازت مل جائے کہ دروازہ خود بخود کھل جائے۔ کیونکہ دروازہ کو قفل لگا رہتا تھا۔ تو مجھے اندر لیجا کر دفن کر دینا۔ اگر دروازہ نہ کھلے تو جنت البقیع میں لیجا کر دفن کر دینا۔ جب صحابہ نے روضۂ انور علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر کھڑے ہو کر مذکورہ وصیت کے مطابق کیا۔ تو قفل دروازے سے علیحدہ ہو گیا۔ اور دروازہ کھل گیا اندر سے آواز آئی کہ حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ۔ کیونکہ حبیب حبیب کا مشتاق ہے۔

۲۔ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

اسی طرح تفسیر کبیر میں امام فخرالدین رازی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے۔

افضل الناس بعد الانبیاء سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی اس وصیت سے آپ کا عقیدہ بالکل واضح ہے۔ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پکارنے والوں کی پکار کو بھی سنتے ہیں اور آپ دیکھتے بھی ہیں جبھی تو آپ نے یہ وصیت فرمائی۔ اور ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے انکار بھی نہ کیا۔ ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے اور دیکھنے کے عقیدہ پر صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ ؎۲

۳۔ حافظ الشان سیدی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

؎۱: سیرۃ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۶۵ تقطیع کلاں طبع جدید الرحمان۔

؎۲: تفسیر کبیر طبع جدید جز ۲۱ صفحہ ۸۷۔

رویٰ ابن ابی شیبۃ باسناد صحیح عن مالک الدار و کان خازن عمر قال اصاب الناس قحط فی زمن عمر فجاء رجل الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ استسق لامتک فانھم قد ھلکوا فاتی الرجل فی المنام فقیل لہ ائت عمر (الحدیث) ؎۱

ترجمہ:۔ ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ عمر فاروق کے خازن مالک داری سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا تو ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور پر آیا، اور عرض کیا یا رسول اللہ اپنی اُمت کے لیے بارش طلب فرماویں، کہ وہ ہلاکت کو پہنچ چکی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انسان کو خواب میں آکر فرمایا کہ تم عمر کے پاس جاؤ۔ آگے بارش ہونے کے متعلق واقعہ مذکور ہے

حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ مزار اقدس پر آنے والا شخص بلال بن حارث مزنی صحابی تھا۔

بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کے فعل سے ثابت ہوا کہ صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عقیدہ رکھتا ہے، کہ روضۂ انور میں فریادیوں کی فریادیں سُنتے بھی ہیں اور فریادرسی فرماتے بھی ہیں۔ یہ بددین وہابی کہتے ہیں، مذکورہ بالا عقیدہ بعض جاہلوں کا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

گجراتی وہابی نے اپنے اس گندے عقیدے (کہ انبیاء اولیاء نہ کسی کی فریاد سُنتے ہیں اور نہ ہی فریادرسی کرتے ہیں، بلکہ مردے بے جان بالکل بے خبر ہیں) پر تین آیات سے استدلال کیا ہے۔

آیت ۱ ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون۔ ؎۲

آیت ۲ ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ویوم

؎۱ :۔ فتح الباری جز ۴ صفحہ ۴۹۵ مطبوعہ نولکشور)۔ ؎۲ :۔ سورۃ الاحقاف آیت ۵ پارہ ۲۶

الْقِيَامَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۔ ؎۱

آیت ۳ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ۔ ؎۲

حالانکہ مذکورہ تینوں آیات کا انبیاء اور اولیاء سے کوئی تعلق نہیں۔ ان آیات کا معنی سید المفسرین سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر سے ملاحظہ فرماویں۔

وہابی کی پیش کردہ آیات کا معنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زبانی

آیت ۱ (مَنْ اَضَلُّ) عَنِ الْحَقِّ وَالْهُدٰى (مِمَّنْ يَّدْعُوْا) يَعْبُدُ (مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) وَهُوَ الْكَافِرُ (مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ) لَا يُجِيْبُهٗ اِنْ دُعَاهُ (اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ) يَعْنِي الْاَصْنَامَ (عَنْ دُعَائِهِمْ) عَنْ دُعَاءِ مَنْ يَعْبُدُهُمْ (غَافِلُوْنَ) جَاهِلُوْنَ ۔ ؎۳

ترجمہ:۔ حق و ہدایت سے زیادہ پھرا ہوا اس شخص سے کوئی نہیں جو عبادت کرتا ہے خدا کے سوا یعنی کافر ان کی عبادت کرتے ہیں جو اپنے پوجنے والے کی پکار کا جواب قیامت تک نہیں دے گا۔ یعنی بت اپنے پوجنے والوں کی پکار سے غافل ہیں۔

آیت ۲ (اِنْ تَدْعُوْهُمْ) يَعْنِي الْاٰلِهَةَ (لَا يَسْمَعُوْا دُعَاءَكُمْ) لِاَنَّهُمْ صُمٌّ بُكْمٌ لَا يَسْمَعُوْنَ ۔

ترجمہ:۔ اگر تم ان معبودوں کو پکارو وہ تمہاری پکار نہ سنیں گے کیونکہ وہ بہرے اور گونگے ہیں سنتے نہیں۔ ؎۴

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے تو صاف صاف ان آیات کو مشرکوں اور ان کے بتوں کے حق میں مانا ہے۔

؎۱:۔ سورۂ فاطر آیت ۱۴ پارہ ۲۲۔ ؎۲:۔ سورۂ یونس آیت ۲۹ پارہ ۱۱۔
؎۳:۔ تفسیر ابن عباس صفحہ ۳۱۲۔
؎۴:۔ تفسیر ابن عباس صفحہ ۲۷۰۔

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔
اگر پکارو یعنی دعا مانگو بتوں سے جن کو شریک کرتے ہو خدا تعالےٰ کے ساتھ وہ
نہیں سنتے تمہاری پکار کو کہ وہ بے جان ہیں۔[۱]

آیت ۱۳ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ (قرآن)

وہابی بددین نے اس آیت مبارکہ کے تحت لکھا ہے۔
قیامت کے دن اللہ کے مقبول بندے نبی، ولی، پیر، فقیر، شہید قسم اٹھا کر یہ اعلان
کریں گے کہ ہم تمہاری سود و پکار، نذر و نیاز وغیرہ سے بے خبر تھے۔[۲]
وہابی نے آیت مبارک پوری نقل نہیں کی۔ اگر پوری نقل کرتا تو اس کی خباثت باطنی
کی ہرگز تائید نہ ہوتی۔ پوری آیت مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ
وَشُرَكَاۤؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاۤؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ
فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ۔[۳]
آیت مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ تکرار مشرکین اور ان کے بتوں کا ہے۔
شاہ عبدالقادر صاحب اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔
پوچھیں گے ہم کافروں سے کیوں عبادت کی بتوں کی تم نے۔ کہیں گے کافر بتوں نے
ہم کو ساتھ عبادت اپنی کے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ بتوں کو بیچ بات کہنے کے لا دے گا۔ اور کہیں شریک
ان کے یعنی بت۔ نہ تھے تم کہ ہم کو پوجا ہو وے تم نے بلکہ تم خواہش اپنی کو پوجتے تھے۔[۴]
معلوم ہوا گجراتی وہابی نے بتوں اور مشرکوں والی آیات کو اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ بندوں
پر چسپاں کیا ہے ایسا کیوں نہ کرتا۔ ہر چیز اپنی اصل کی طرف جاتی ہے دراصل یہ وہابی خارجی

---

۱ :۔ تفسیر موضح القرآن صفحہ ۴۵۶ ۔
۲ :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۴۰ ۔
۳ :۔ سورۃ یونس آیت ۲۸ پارہ ۱۱۔
۴ :۔ تفسیر موضح القرآن صفحہ ۱۹۹ ۔

ہیں، بخاری شریف میں ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں اور ملحدوں کو اللہ کی بدترین مخلوق کہتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ لوگ کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کرتے ہیں [۱]

سچ فرمایا، ایمانداروں کے سردار عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے، وہابی بیشک خارجی ملحد، اللہ تعالےٰ کی بدترین مخلوق ہیں۔

سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو صیغہ خطاب کے ساتھ ندا کرکے آپ سے گفتگو فرمانا، فرماتے ہیں۔

یَا مَالِکِیْ کُنْ شَافِعِیْ فِیْ فَاقَتِیْ ـــــ اِنِّیْ فَقِیْرٌ فِی الْوَرٰی لِغِنَاکَا [۲]

اے میرے مالک بوقت حاجت میرے شفیع ہوجیے، میں تمام مخلوق سے زیادہ آپ کا محتاج ہوں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام اور اولیاء اللہ کے مزارات کو بوسہ دینے کا مسئلہ

بزرگانِ دین نے اپنی تالیفات میں جہاں کہیں یہ فرمایا ہے۔ قبر کو ہاتھ نہ لگائے۔ بوسہ نہ دے۔ اس پر نہ جھکے، ان کی خاک کو منہ پر نہ ملے، یہ صرف ان قبروں کے متعلق ہے جن میں کسی قسم کی کوئی شرافت نہیں، بلکہ عام گنہگاروں کی قبریں ہوں، باقی رہا مزارات متبرکہ کا بوسہ لینا یا حصول برکت کے لیے مزار مبارک کو ہاتھ لگانا یا اس پر رخسار رکھنا تو اس کے جائز ہونے میں کسی کو کوئی کلام نہیں۔

شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں

[۱]: بخاری شریف عربی جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۴ باب قتال الخوارج والملحدین۔ [۲]: قصیدہ النعمان صفحہ ۱۱۳۔

كُلُّ مَنْ يُتَبَرَّكُ فِي حَالِ حَيَاتِهِ يُتَبَرَّكُ بِهِ بَعْدَ وَفَاتِهِ۔ [۱]

ترجمہ:- جس کی زندگی میں اس سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے اس سے بعد وفات بھی برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں۔

اَلْبَرَكَةُ الْعَامَّةُ فِي كُلِّ شَيْئٍ مِنْ كَلَامٍ اَوْ نَفَسٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ ثَوْبٍ اَوْ مَكَانٍ حَتّٰى يُتَبَرَّكَ بِتُرَابِ وَطْئِهٖ وَبِمَكَانٍ جَلَسَ فِيْهِ يَوْمًا۔ [۲]

ترجمہ:- ولی اللہ کی ایک یہ بھی شان ہے کہ اس کی ہر چیز یعنی کلام، سانس، فعل، کپڑا، مکان میں برکت ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کے پاؤں کی مٹی اور جس مکان میں وہ ایک دن بھی بیٹھا ہو برکت حاصل کی جاتی ہے۔

شیخ الاسلام نورالدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نُقِلَ عَنْ اِبْنِ اَبِي الصَّيْفِ الْيَمَانِي اَحَدِ عُلَمَاءِ مَكَّةَ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ جَوَازُ تَقْبِيْلِ الْمُصْحَفِ وَاَجْزَاءِ الْحَدِيْثِ وَقُبُوْرِ الصَّالِحِيْنَ وَنَقَلَ الطَّيِّبُ النَّاشِرِيُّ عَنِ الْمُحِبِّ الطَّبَرِيِّ اَنَّهٗ يَجُوْزُ تَقْبِيْلُ الْقَبْرِ وَمَسُّهٗ قَالَ وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْعُلَمَاءِ الصَّالِحِيْنَ۔ [۳]

ترجمہ:- ابن ابی صیف یمانی جو مکہ مکرمہ کے علماء شافعیہ سے ہیں، قرآن مجید کتب احادیث اور صالحین کے مزارات کو چومنے کا جواز منقول ہے اور طیب ناشری نے محب طبری سے نقل کیا ہے کہ قبر (متبرک) کو چومنا اور مس کرنا جائز ہے اور فرمایا اس پر علماء صالحین کا عمل بھی ہے۔

اونچی قبروں کو گرانے کا مسئلہ

[۱] :- لمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۲۱۶ [۲] :- منہاج العابدین مع شرح سراج السالکین صفحہ ۵۲۹ مطبوعہ مصر

[۳] :- کتاب وفاء الوفا جلد ثانی صفحہ ۴۴۴ -

پاکستانی اور نجدی وہابیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے مزارات مقدسہ کو پامال کرنے کی بنیاد جس حدیث پاک پر رکھی ہوئی ہے وہ حدیث اور اس کی حقیقت ملاحظہ فرمادیں۔

حدیث عَنْ اَبِی الْهَیَّاجِ الْاَسَدِیِّ قَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَلَا اَبْعَثُکَ عَلٰی مَا بَعَثَنِیْ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهٗ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَهٗ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ ابوالہیاج رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اے ابوالہیاج کیا میں تم کو اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کام کے لیے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔ اور وہ کام یہ ہے کہ جاؤ اور جو تصویر تم کو نظر آئے اس کو مٹا دو اور جو قبر اونچی ملے اسے برابر کر دو۔

یہ حدیث شریف نقل کرنے کے بعد وہابی لکھتا ہے۔
خدا تعالیٰ دین اسلام کو اتنا غلبہ دے کر یہ تمام روضے۔ گنبد، اور قبریں جو شرک کا موجب ہیں مذکورہ حدیث کے مطابق برابر کر دیئے جائیں۔ [1]
مذکورہ بالا حدیث مسلم شریف جلد ۱ ص ۳۱۲۔

لغات حدیث کی مشہور معروف کتاب مجمع البحار میں ہے

اَلْمُرَادُ بِحَدِیْثِ الْاَمْرِ بِتَسْوِیَةِ الْقَبْرِ الْمُشْرِفِ تَسْطِیْحُهٗ لَا تَسْوِیَتُهٗ بِالْاَرْضِ [2]

یعنی جس حدیث میں اونچی قبر کو برابر کرنے کا حکم ہے اس کا معنی یہ نہیں کہ قبر کو زمین کے برابر کر دیا جائے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ قبر کی بلندی چاروں اطراف سے یکساں ہو۔ درمیان میں سے اونٹ کی کوہان کی طرح اونچی نہ رکھی جائے۔
دیکھ لیجئے حدیث شریف کا مفہوم بالکل واضح ہے۔ اور یہ حکم قبر کی اصلی بناوٹ کا ہے

---

[1] :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۴۲۔

[2] :۔ مجمع البحار جلد ۲ صفحہ ۱۴۵۔

کہ قبر زمین سے اونچی ضرور ہو لیکن اونٹ کی کوہان کی مانند نہ ہو۔ اس حدیث کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء عظام کے مزارات کے گنبدوں اور قبوں سے کیا واسطہ۔

قبروں کو برابر کرنے کے حکم والی حدیث شریف کے متعلق ایک غیر مقلد عالم کہتا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں وحید الزماں غیر مقلد کی تحقیق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت علی کو اسی طرح حضرت علی نے ابو الہیاج کو قبروں کے برابر کرنے کا حکم دیا تھا۔ وہ مشرکوں کی قبریں تھیں نہ کہ مسلمانوں کی کیونکہ مسلمانوں کی قبریں اس زمانہ (نبوی) میں سنت کے موافق ایک بالشت سے زیادہ بلند نہ ہوں گی۔ [1]

اور حقیقت بھی یہ ہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ کی سنت مبارک کی مخالفت کرنے کی کس میں جرأت تھی۔ اس کی تائید بخاری شریف سے بھی ہوتی ہے۔

امام المحدثین سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں اس عنوان کا مستقل باب باندھا ہے، (باب) هَلْ يُنْبَشُ قُبُوْرُ مُشْرِكِي الْجَاهِلِيَّةِ یعنی کیا زمانہ جاہلیت کے مشرکوں کی قبریں اکھاڑ دی جائیں؟ اس کی شرح میں فتح الباری شرح بخاری میں ہے۔

اَىْ دُوْنَ غَيْرِهَا مِنْ قُبُوْرِ الْاَنْبِيَاءِ وَاَتْبَاعِهِمْ لِمَا فِىْ ذَالِكَ مِنَ الْاِهَانَةِ لَهُمْ بِخِلَافِ الْمُشْرِكِيْنَ فَاِنَّهُمْ لَا حُرْمَةَ لَهُمْ [2]

یعنی مشرکین کے علاوہ انبیاء اور ان کے پیروکاروں (اولیاء) کی قبروں کو نہ چھیڑا جائے گا۔ کیونکہ ایسا کرنے میں انبیاء اور اولیاء کی اہانت ہے بخلاف مشرکوں کے کہ ان کی کوئی عزت نہیں۔

بزرگانِ دین کے مزارات مقدسہ پر عمارۃ بنانے کا مسئلہ

علامہ طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں | قَدْ اَبَاحَ السَّلَفُ اَنْ يُّبْنٰى عَلٰى قُبُوْرِ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ الْمَشَاهِيْرِ لِيَزُوْرَهُمُ النَّاسُ و

---

[1] لغات الحدیث مؤلفہ وحید الزماں کتاب الشین جز ۳ صفحہ ۱ [2] فتح الباری مطبوعہ نولکشور جز ۲ صفحہ ۲۶۰

تَسْتَرِیْحُوْنَ بِالْجُلُوْسِ فِیْہِ ۱

ترجمہ:۔ اسلاف اُمت نے جائز رکھا ہے کہ مشائخ اور مشہور علماء کی قبروں پر عمارت بنائی جا
تاکہ لوگ ان کی زیارت کو آئیں اور وہاں بیٹھ کر آرام کریں۔

حنفیوں کے مسلّم امام اور محدّث علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مکی فرماتے ہیں۔

قَدْ اَبَاحَ السَّلَفُ الْبِنَاءَ عَلٰی قُبُوْرِ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ الْمَشْهُوْرِیْنَ لِیَزُوْرَهُمُ النَّاسُ وَ
یَسْتَرِیْحُوْنَ بِالْجُلُوْسِ فِیْهِ ۲

ترجمہ وہی ہے جو مجمع البحار کی عبارت کا ہے۔

عارف باللہ سیدی اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بِنَاءُ الْقِبَابِ عَلٰی قُبُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ وَالصُّلَحَاءِ وَوَضْعُ السُّتُوْرِ وَالْعَمَائِمِ
وَالثِّیَابِ عَلٰی قُبُوْرِهِمْ وَكَذَا اِیْقَادُ الْقَنَادِیْلِ وَالشَّمْعِ عِنْدَ قُبُوْرِ الْاَوْلِیَاءِ وَالصُّلَحَاءِ
مِنْ بَابِ التَّعْظِیْمِ وَالْاِجْلَالِ لَا یَنْبَغِی النَّهْیُ عَنْهُ ۳

ترجمہ:۔ اولیاء علماء اور صلحاء کی قبروں پر قبے بنانا اور پردے ڈالنا اور دیگر کپڑے (چادریں وغیرہ) ڈالنا اسی طرح مزاراتِ اولیاء وصلحاء کے قریب قندیلیں اور چراغ روشن کرنا۔ یہ اُن کی عزت اور عظمت ہے۔ لہٰذا منع نہ کرنا چاہیئے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

لَا یُكْرَهُ الْبِنَاءُ اِذَا كَانَ الْمَیِّتُ مِنَ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ وَالسَّادَاتِ ۴

ترجمہ:۔ اگر میت مشائخ یا علماء یا سادات سے ہو تو قبر پر تعمیر میں کوئی کراہت نہیں۔

---

۱ مجمع البحار جلد ۲ صفحہ ۱۸۷ ۲:۔ مرقاۃ جلد ۴ صفحہ ۶۹ مطبوعہ پاکستان۔
۳:۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۴ ۴:۔ فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۶۲۷

نوٹ: یہ عبارت بعینہٖ فتاوی تنقیح حامدیہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۷ پر لکھی ہے۔
ثابت ھوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء عظام کے مزارات کو گرانے کا شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں کوئی ثبوت نہیں۔ ابی الھیاج کی روایت سے استدلال کرنا وہابیہ کی خباثت باطنی ہے۔

مسئلہ دُعا بعد نماز جنازہ

اُمت وہابیہ نماز جنازہ کے بعد دُعا مانگنے سے بھی منع کرتی ہے اور فقہاء کرام کے اقوال کا سہارا لیے ہوئے ہے۔ لیکن فقہاء کرام نے علی الاطلاق کراہت کا قول نہیں کیا۔ بلکہ فرماتے ہیں۔

لَا یَقُوْمُ بِالدُّعَاءِ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ لِاَنَّہٗ یَشْبَہُ الزِّیَادَۃَ فِیْھَا۔ [۱]

نماز جنازہ کے بعد دُعا کے لیے کھڑا نہ رہے کیونکہ اس سے نماز جنازہ میں زیادتی کا شبہ ہوتا ہے۔

اسی طرح علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لَا یَدْعُوْ لِلْمَیِّتِ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ لِاَنَّہٗ یَشْبَہُ الزِّیَادَۃَ فِیْ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ [۲]

نماز جنازہ کے بعد میت کے لیے دُعا نہ کرے کیونکہ اس سے نماز جنازہ میں زیادتی کا شُبہ ہوتا ہے۔

نتیجہ: ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ دُعا، بعد نماز جنازہ کے مکروہ ہونے کی علت یہ ہے۔ کہ نماز میں زیادتی کا شُبہ ہوتا ہے اور یہ شُبہ اسی صورت میں ہے۔ جب کہ امام اور مقتدی نماز والی حالت پر قائم رہ کر دُعا کریں، اگر امام میت کی طرف سے مُنہ پھیرے اور مقتدی قطاریں توڑلیں، پھر دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے جائیں تو کراہت ختم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ

---

[۱]: برجندی جلد ا صفحہ ۱۸۰۔

[۲]: مرقاۃ جلد ۲ صفحہ ۶۴ مطبوعہ پاکستان

قاعدہ ہے کہ علت کے اُٹھ جانے سے حکم اُٹھ جاتا ہے۔

مسئلہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحیات اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اس مسئلہ کے بیان کرنے کا مقام تو دراصل بحث سماع موتی پر تھا۔ کیونکہ گجراتی وہابی علیہ ما علیہ نے سماع موتی کی بحث میں انبیاء اولیاء، شہداء کے مردے ہونے کا اقرار کیا ہے لیکن بندہ نے اس مسئلہ کی عظمت کی بناء پر اسے علیحدہ بیان کیا ہے۔

حیاتِ انبیاء کے متعلق اہلِ اسلام کا عقیدہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ خاتم الحفاظ سیدنا سیوطی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

حَیَاۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَبْرِہٖ ھُوَ وَسَائِرُ الْاَنْبِیَاءِ مَعْلُوْمَۃٌ عِنْدَنَا عِلْمًا قَطْعِیًّا لِمَا قَامَ عِنْدَنَا مِنَ الْاَدِلَّۃِ فِیْ ذَالِکَ وَ تَوَاتَرَتْ بِہِ الْاَخْبَارُ۔[۱]

ترجمہ: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کا قبروں میں زندہ ہونا ہمیں قطعی طور پر معلوم ہے کیونکہ اس مسئلہ میں کافی دلائل موجود ہیں اور خبریں حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔

اخرج ابویعلی فی سندہ والبیھقی فی کتاب حیاۃ الانبیاء عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ۔

ترجمہ: محدث ابویعلی نے اور بیہقی نے اپنی کتاب حیاۃ الانبیاء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ یہ ہی جلیل القدر امام فرماتے ہیں۔

لَایُنْکِرُ ذَالِکَ اِلَّا جَاھِلٌ۔

یعنی حیاۃ انبیاء کا انکار سوائے جاہل کے کوئی نہیں کرسکتا۔[۲]

---

[۱]: الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۶۴ [۲]: الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۹۹

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ایشان احیاء اند بحیات حقیقی دنیاوی باتفاق۔[۱]

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں اور یہ زندگی حقیقی دنیاوی ہے (نہ کہ برزخی) اس حقیقی زندگی پر پوری اُمت کا اتفاق ہے۔ یعنی اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی بھی انبیاء کی حقیقی زندگی کا منکر نہیں۔

وہابیہ نجدیہ چونکہ قرن الشیطان یعنی شیطان کی اُمت ہے لہٰذا یہ منکر ہیں۔

مسئلہ حیاۃ اولیاء

امام الاحناف علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ وَلٰکِنْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ[۲]

ترجمہ: اولیاء اللہ مرتے نہیں لیکن ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوتے ہیں۔

امام الوہابیہ الدیوبندیہ حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں

فقیر مرتا نہیں صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے[۳]

شیخ الوہابیہ الدیوبندیہ محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں

حیات شیخ کا منکر ہو جو ہے اسکی نادانی
شہید وصالح وصدیق ہیں حضرت باذ اللہ[۴]

معلوم ہوا شہید، صالح، صدیق تمام زندہ جاوید ہیں۔ ان کی حیات کا منکر جاہل ہے

شجرہ بدعات کے آخر میں گجراتی وہابی نے لغویات اور خرافات عنوان کے تحت چند

---

[۱] : اشعۃ اللمعات جز ۳ صفحہ ۴۲۳ ۔ [۲] : مرقاۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۴۱
[۳] : شمائم امدادیہ صفحہ ۸۱ حصہ سوم ۔ [۴] : کلیات شیخ الہند محمود حسن صفحہ ۹ (مطبع قاسمی دیوبند)

اشعار نقل کیے ہیں جن میں سے بعض کا تعلق امام اہلِ سُنّت مولنٰا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ سے اور بعض غیر متعلقہ ہیں۔ چونکہ مولنٰا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ کو اہلسنت نے اپنا امام تسلیم کیا ہے اور آپ یقیناً امام اہلِ سنّت ہیں لہٰذا اہلِ سُنّت و جماعت آپ کی ہر تحریر کے ذمہ دار ہے۔

اہلسنت و جماعت وہابیوں کی مانند نہیں ہیں کہ اپنے اکابرین کی عقیدت میں جب بڑھنا شروع کیا۔ تو قاسم نانوتوی کو قاسم العلوم رشید احمد گنگوہی کو غوثِ اعظم اور اشرف علی تھانوی کو حکیم الامت وغیرہ لکھتے گئے لیکن جب ان اکابرین کے عقائد کو قرآن و سنّت کے مطابق صحیح ثابت کرنے کا موقعہ آتا ہے تو بالکل ہی چھائیں پائیں ہو جاتے ہیں۔ اسی واسطے ان وہابیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے۔

وہابی عوام کا عقیدہ گدھے کے عضوِ تناسل کی مانند ہے

عوام کے عقیدہ کی بالکل ایسی ہی حالت ہے جیسے گدھے کا۔ عضوِ مخصوص، بڑھے تو بڑھتا ہی چلا جائے اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ نہیں[1]

وہابیوں کے پیشوا نے صحیح کہا ہے یہ وہابی ٹولہ واقعی گدھے کا عضوِ مخصوص ہے۔

الحمدللہ ہمارے امام احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عقیدت مندوں کے متعلق کوئی شکوہ نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی ہم آپ سے عقیدت کے میدان سے گم ہونے والے ہیں۔ اب سُنیئے گجراتی وہابی کی خرافات۔ لکھتا ہے۔

اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کے کسی عقیدتمند کے اشعار

؎ جب زبانیں سُوکھ جائیں پیاس سے   جام کوثر کا پلا احمد رضا

وہابی کا اعتراض | مولوی احمد رضا خاں کو ساقی کوثر کا مرتبہ دے دیا۔

---

[1] :- افاضاتِ یومیہ جلد ۴ صفحہ

نکیرین جو آکے پوچھیں گے تو کس کا ہے؟ ؎ ادب سے سر جھکا کر نام لوں گا احمد رضا

قبر و نشر و حشر میں تو ساتھ دے ؎ ہو میرا مشکل کشا احمد رضا

حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو ؎ اپنے سایہ میں چھپا احمد رضا

وہابی کا اعتراض غور کریں مشکل کشائی اور شفاعت دونوں خانصاحب کے لیے ثابت ہو گئے۔ حالانکہ ان کی اپنی حالت یہ ہے۔ سنیئے انہی کا شعر

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر

بچالو آکے شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے [1] (مولانا احمد رضا خاں)

جواب:۔ میں کہتا ہوں کہ اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کے عقیدت مند نے اگر مشکل اوقات میں آپ کو اپنا حامی، مددگار، فریادرس، مشکل کشا، شفیع کہا ہے تو یہ عین حقیقت ہے۔

اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ [2]

ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالے تمہارا کارساز ہے۔ اور اس کا رسول اور اولیاء۔

پھر فرماتا ہے۔ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ۔ [3]

ترجمہ:۔ یعنی اولیاء کرام کے سوا تمام دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔

گویا قبر و نشر و حشر میں اولیاء اللہ کا اپنے محبت والوں کا حامی ہونا تو قرآن سے ثابت ہے۔ بیشک اولیاء اللہ روز حشر شفیع بھی ہوں گے۔

قطب شعرانی سیدی عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْاَئِمَّةَ الْفُقَهَآءَ وَالصُّوْفِيَّةَ كُلَّهُمْ يَشْفَعُوْنَ فِيْ مُقَلِّدِيْهِمْ وَيُلَاحِظُوْنَ اَحَدَهُمْ عِنْدَ طُلُوْعِ رُوْحِهٖ وَعِنْدَ سُوَالِ مُنْكَرٍ وَّنَكِيْرٍ لَهٗ وَعِنْدَ النَّشْرِ وَالْحَشْرِ وَالْحِسَابِ وَالْمِيْزَانِ وَالصِّرَاطِ وَلَا يَغْفُلُوْنَ عَنْهُمْ فِيْ مَوْقِفٍ مِّنَ الْمَوَاقِفِ۔ [4]

---

[1]:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۵۰۔۵۱ [2]:۔ سورۃ المائدہ آیت ۵۴ پارہ ۶۔

[3]:۔ سورۃ الزخرف آیت ۶۷ پارہ ۲۵۔ [4]:۔ میزان کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۶۔

ترجمہ:- بیشک آئمہ فقہاء اور صوفیہ سارے کے سارے اپنے پیروکاروں کی شفاعت کریں گے۔ اور اپنے پیروکاروں کا ملاحظہ فرماتے ہیں، جب کسی کی روح پرواز کرتی ہے اور جب منکر نکیر کے سوال ہوتے ہیں، لنشر، حشر، حساب۔ میزان اور صراط سے گزرنے کے وقت بھی۔ یہ لوگ کسی مقام پر بھی اپنے پیروکاروں سے غافل نہیں ہوتے۔

اب رہا مولنا احمد رضا کا اپنا شعر جو گجراتی وہابی نے نقل کیا ہے کہ

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر

بچالو آکے شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے ۔!

اس میں آپ کی کوئی کسرِ شان نہیں۔ کیونکہ ہر نیک سے نیک روزِ محشر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا محتاج ہے۔

طائفہ وہابیہ دیوبندیہ کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں

جس دن تم عاصیوں کے شفیع ہوں گے پیش حق

اس دن نہ بھولنا مجھے زنہار یا رسول اللہ

لیجیو خدا کے واسطے اس دن میری خبر

عصیاں کا میرے جب کھلے اخبار یا رسول اللہ[۱]

حالانکہ دیوبندی وہابی حاجی صاحب مذکور کو قطب زماں غوث دوراں لکھتے ہیں۔

دیگر اشعار اعلیحضرت رضی اللہ عنہ در منقبت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی ہے مختار بھی

کار عالم کا مدبر بھی ہے۔ عبدالقادر

بندہ قادر کا قادر بھی ہے عبدالقادر

سِرِّ باطن بھی ہے ظاہر بھی عبدالقادر

۱۔ گلزار معرفت صفحہ ۱۸۰

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں
وہ تیرے وعظ کی محفل ہے یا غوث
ملک مشغول ہیں اس کی ثنا میں
وہ تیرا ذاکر و شاغل ہے یا غوث

گجراتی وہابی کا اعتراض غور فرمائیں حضرت شیخ عبدالقادر کو کارِ عالم کا مدبر بنا ڈالا۔ اور ان کا مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھا دیا۔ اور نعوذ باللہ خدا سے بھی بڑھا دیا۔ کہ خدا تعالیٰ الشیخ عبدالقادر جیلانی کا ذاکر و شاغل ہے۔

دین دراصل حدیث عبدالقادر اہل دیں را معینت عبدالقادر
او ما ینطق عن الھوی ایں شرحش : قرآن احمد حدیث عبدالقادر

شیخ عبدالقادر کو اہل دین کا فریاد رس بنا ڈالا اور عبدالقادر کی بات کو احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن بنا ڈالا۔ [1]

جواب :۔ میں کہتا ہوں کہ ماذون و متصرف اور فریاد رس ہونا تو لفظ غوث کے حقیقی معنوں میں داخل ہے کیونکہ غوث کا معنیٰ ہی فریاد رس ہے اور فریاد رس وہی ہو سکتا ہے جو من اللہ موذون و متصرف ہو۔ ان وہابیوں سے کوئی پوچھے کہ تذکرۃ الرشید کے اوّل میں تم نے جو رشید احمد کو غوث اعظم (سب سے بڑا فریاد رس) لکھا ہے کیا اس کو تم نے ماذون متصرف نہیں مانا۔

باقی گجراتی وہابی کا یہ کہنا کہ خان صاحب نے یہ کہہ کر کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی محفل وعظ میں آتے۔ اس سے شیخ صاحب کا رتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھا دیا۔ یہ وہابی کی جہالت ہے۔ اس سے تو صرف اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شیخ رضی اللہ عنہ کی محفلِ وعظ کو اپنی حاضری سے شرف بخشتے اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کا شعر قرآن احمد حدیث عبدالقادر سے وہابی کا یہ سمجھنا کہ خان صاحب نے عبدالقادر کی حدیث

---

[1] :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۵۱۔

کو احمد صلی اللہ علیہ وسلّم کا قرآن بنا دیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اجہل وہابی اردو سمجھنے کی لیاقت بھی نہیں رکھتا۔ دراصل مفہوم یہ ہے۔

قرآن: احمد یعنی احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم مجسمہ قرآن ہیں۔

حدیث: عبدالقادر یعنی شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات کا مجسمہ ہے، گویا کہ آپ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کو مجسّم شکل میں دیکھنے کا طالب احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے اور حدیث احمد صلی اللہ علیہ وسلّم کو مجسّم شکل میں دیکھنے کا طالب شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

میزان سیادت

چونکہ آج کل بہت سے بددین گمراہ خود کو سیّد لکھتے اور لکھواتے ہیں، لہٰذا فقیر نے ضروری سمجھا ہے کہ آخر کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی زبانِ مبارک سے میزان سیادت بیان کر دیا جائے، تاکہ عوام النّاس دھوکہ نہ کھائیں۔

حدیث شریف حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو حج میں عرفہ کے دِن دیکھا، کہ آپ اپنی اونٹنی قصوا پر سوار خطبہ فرما رہے تھے، میں نے سُنا کہ آپ نے فرمایا۔

اے لوگو! میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہے کہ اگر تم اسے پکڑے رکھو گے، ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔

ایک کتاب اللہ اور دوسری میری عترت (اہل بیت) [1]

مُلّا علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان

دسویں صدی ہجری کے مجدّد علی بن سلطان قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔

---

[1]:۔ مشکوٰۃ شریف عربی صفحہ ۵۶۹۔

اہل بیت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسلِ پاک ہے اور ان کو پکڑنے سے یہ مراد ہے کہ ایمان والے ان سے محبت رکھیں ان کی حرمت کی حفاظت کریں، ان کی روایات پر عمل کریں۔ اور ان کے اقوال پر اعتماد رکھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آلِ پاک کی اطاعت کو مطلق رکھا ہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو صحیح معنوں میں اور حقیقتاً آپ کی نسل سے ہوگا۔ اس کے عقائد اور اعمال شریعت اور طریقت کے عین مطابق ہوں گے۔ [۱]

آخر میں **دعا** ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ایماندار وں کو بددین، گمراہ، جھوٹے سیدوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

اور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی آل پاک کی سچی محبت اور اطاعت نصیب فرمائے۔

آمین! ثم آمین!

---

[۱] :- مرقاۃ شرح مشکوٰۃ عربی مطبوعہ پاکستان جلد ۱۱ صفحہ ۲۸۵۔